حکایات شیخ چلی

مولفہ
منشی محمد سجاد حسین
مصنف کائنات و نشیہ انجمن
وغیرہ

حسب فرمایش مہادیو پرشاد صاحب ورما
باہتمام پنڈت کشن پرشاد صاحب
بار اول ۱۰۰۰ جلد

برادران پریس
لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

ہندوستانیوں میں ایجاد کا مادہ ہی نہیں - غلط ؟ تقلید اور نقل میں کمال ہے
نیم غلط !! پہلی بات اس لیے غلط کہ ہمارے اسلاف بڑی بڑی باتوں کے موجد
ہوے ہیں ! دعوے بے دلیل بھی کبھی ثابت تسلیم کیا ہے !! دوسری بات نیم غلط
یوں ہوئی کہ ہمنے تقلید اور نقل میں ضرورت بے ضرورت کا کبھی بھول کے بھی
لحاظ نہیں کیا -

ایک میرے عنایت فرما چھچہ کانٹے سے شریفہ کھاتے تھے ایک اور جنٹلمین
کے خاصہ پر صرف دال روٹی کے ساتھ چھری کانٹا ضرور میز پر لگایا جاتا تھا
چھری زنگ آلود - کانٹا میلا - سیاہ - ایک برہمن عنایت فرما کو میز پر
لکھنے کا شوق تھا - مگر بجٹ میں میز خریدنے کی گنجایش کہیں سے نہ نکلی - تو
چیڑ کا صندوق الٹ لیا اور دھوتی اڑھا دی - سامان آرایش میں ایک
بیل کی گھنٹی (کال بل) دو عدد لوہے کے قلم - اور بہت سیاہی پیے ہوے
جاذب کا ایک ورق - ہاں بھول گیا ایک تاسدانی بھی تھی -

ایک فیشن ایبل افسر نے یورپین معاشرت میں کمال سلیقہ حاصل کر لیا
تھا مگر رنگ کالا تھا اور بہت کالا - ہر طرح کے صابن نے جب جواب دیا تو
بیچارے مہینوں بلکہ برسوں آدھا پیٹ کھانا کھاتے رہے - تاکہ نقاہت سے چہرے

پر کچھ تو زردی آجائے۔

لباس مین جسقدر تقلید کی مٹی پلید ہوئی ہے اسکا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ گرمیون مین ڈبل ٹوئیڈ کا کوٹ پتلون پہنا اور سر پر لگائی ہیٹ ۔بس کئی آدمی سٹری ہوگئے ۔ دماغ پر انگریزی چڑھ جانا دلگی نہین ہے۔

اس سے بھی بڑھکے کچھ گھڑے کی جو چڑھی ہے تو پشتہا معقون پر اتارے ہوگئے ۔ بیویون کو باہر نکالو۔ بہنون کو یارون[1] کے ساتھ پبلک گارڈن جانے دو بیٹیون کو دوستون کے ساتھ تھیٹر بھیجدو اور پھر دیکھو کیسا بھیڑون ناچتا ہے تہذیب اور تقلیدی تہذیب کا اس سے زیادہ کھرا مال ولایت سے آج تک ہندوستان مین ایک نہین آیا۔

حسن معاشرت کی تقلید اور نقل تو یون ہوئی ۔لیاقت کے دریا الگ بہادئیے گئے یورپ مین نیچرل شاعری ہے ہمنے بھی مدار کے درخت اور دہاتی دوشیزہ لڑکی اور برسات کا خاکہ نیچرل نظم کیا ہے۔بس عین مین مدار کا درخت سامنے کھڑا ہے ۔ اور دوشیزہ لڑکی گوبر کی ٹوکری لا رہی ہے اور پانی تو برس جانے مین گفتگو ہی نہین۔

زری اور گرمی چڑھی تو ناول لکھے اور اتنے لکھے اتنے لکھے ۔کہ اب انکی انگیٹھیان سلگین ۔ اور نیساری جدا نوشجان فرمائین تب بھی دو چار کرور برس تک چکنے والے نہین۔

ناول کے ساتھ سوانحمریون کا یم جو چھوٹا ہی تو مجہول سے مجہول اور گمنام سے گمنام آدمی کو بھی نہ چھوڑا۔

مین نے کہا کہ یورپی معاشرت کا تو مجھے سلیقہ قیامت تک نہ آئیگا ۔مگر لکھا پڑھا ہون ۔بس کچھ مضامین اخبارون مین دے دیئے ۔ نیچرل نظم مین اخبار اودھ پنچ مین شایع ہوچکی ہے ۔ ایک ناول لکھڈالا جسکو نشتر کہتے ہین۔

سوانحمری کی کسر تھی مگر کوئی ڈھب پر نہ چڑھتا تھا۔

جتنے والسرائے آئے گم انکے کسی کو جیمین کا حال معلوم نہ ہوسکا ۔نصیرالدین حیدر والی

---

[1] مطلب یہ کہ اپنے یارون کے ساتھ ۔خدانخواستہ انکے یار کہان سے آئے۔

دھنیا ٹھری کا طرز انداز زندگی کچھ زیادہ اچھا نہ معلوم ہوا - ملا دو پیازہ کے حالات
ایک اور ہی صاحب لے اوڑنے - تان سین خدا جانے تھا بھی یا فرضی نام ہی - سورداس
کا چیکارہ بار ہا سنا مگر اسکی زندگی اور خاندانی خصوصیات پر آجتک پردہ پڑا رہا -
دکن میں ترسو تام کا ایک آسیب ہی جو سارے گھرون مین منڈلا یا منڈلایا پھرتا ہی
اور بلا مبالغہ ہر گھر مین وہ کچھ نہ کچھ تکلیف پہونچاتا رہتا ہے - مگر بدقسمتی سے اسکی اتنی
حقیقت بھی نہ دریافت ہوسکی جتنی شیخ سدو کی -

الغرض مین نے راس کماری سے ہمالیہ کی چوٹیون تک اور خلیج بنگالہ سے
بحر عرب تک چپہ چپہ ڈھونڈھ مارا - کوئی نہ ملا جسکی سوانح عمری لکھتا - یورپ مین
آلوفروش اور سور چرانے والے بہت دور ہین وہان کون جائے -

بڑا دلگیر ہوا کہ یہ تو بہت بری ہوئی ہماری نقالی مین بٹہ ہی لگا جاتا ہے کیا
منھ دکھائین گے انگریزون کو -

خدا کا شکر ہے کہ ہیرو ملا - اور لاجواب ملا - نامور - ذہین - عقیل - فخر روزگار -
خاندانی - موجد - فلسفی - حکیم - شاعر - تمام خوبیون اور بلند نامیون کا انجن - مخزن
جس گھڑی "شیخ چلی" کا نام ذہن مین آیا شادی مرگ کے قریب ہوگیا مگر ساتھ ہی
ایک خیال اور آیا کہ جیسے کوئی چیز ہاتھ سے گرجاتی ہے - وہ یہ کہ ایسے نامور دانشمند
کے ساتھ ایشیا والون نے اگر غفل کیا ہو تو یورپ والون نے کب چھوڑا ہوگا -
یہ شخص تو انکے ڈھب کا تھا - اسکے تجربات - اسکی قوت ایجاد انتقالات ذہنی
سریع الفہمی - طباعی - نازکخیالی - لطافت طبعی سے سارے یورپ کو فائدہ
پہونچنے کی توقع کیجا سکتی ہے - اس بدگمانی نے مجھے نچوڑ لیا - اور سر دھو کے
رہ گیا - انگریزی آتی نہین کہ خود دیکھ لون - ایک لائق انگریزی دان دوست
سے قسم دے کے پوچھا اور خدا اسکا بھلا کرے کہ مجھے اطمینان دلا دیا کہ شیخ کے
حالات کسی اہل یورپ نے نہین لکھے ہین - جان آئی اور گویا لاکھون
پائے -

میرے نزدیک اس دانشمند روزگار معنی آفرین شخص کے ساتھ اہل زمانہ
نے واقعی بڑی بے مروتی اور بے انصافی کی ہے - غضب خدا کا آجتک اسکے

حالات زندگی لکھنے کی طرف کسی نے توجہ تک نہ کی - بلکہ چند مشہور مہمل نقلین جو یقیناً اتہام اور بہتان سے بھری ہین - اسکی طرف منسوب کیجاتی ہین - حالانکہ اسکا رتبہ اُن حکایتون سے کہین بلند تر تھا اور اُسکے کارنامے اہل روزگار کے لیے دستور العمل قرار پانے کے قابل ہین -

شیخ چلی اپنے زمانے مین مشہور و معروف شخص تھا - افسوس اتنا ہی گمنامی کے غار مین پڑا ہوا ہے - اسکی سوانحعمری تو الگ رہی - پیدائش اور موت کی صحیح تاریخ کوئی نہین بتا سکتا - اور یہ صرف اہل زمانہ کی بے مروتی بے توجہی کا باعث ہے - ہرچند دنیا کے بہت سے نامور اسی طرح طاق نسیان پر بٹھا دیے گئے اور ان کے تاریخی واقعات کروڑون آدمیون مین ایک بھی نہین جانتا - چنانچہ جو سلوک شیخ کے ساتھ کیا گیا وہی لارڈ بجھکڑ سے ہوا - ایشیائی مصنفین صرف اس عذر پر کہ اُنکے یہان اس قسم کی سوانحعمریان لکھنے کا دستور ہی نہ تھا - کسی قدر معاف ہو سکتے ہین - مگر اہل یورپ سے ہمیشہ یہ شکایت رہے گی کہ اُنھون نے کیون ایسے نامور آدمی کیطرف توجہ نہ فرمائی - کوئی بات سمجھ مین نہین آتی - بجز اسکے کہ یہ فخر اس ناچیز کے حصہ مین تھا - ؎

این کار من ست وکار کس نیست
اندازہ اختیار کس نیست

مین نے شیخ کے حالات جمع کرنے مین معمولی سامانون پر نہ بھروسا کیا - نہ اوسکی ضرورت سمجھی - بلکہ جہانتک میرے امکان مین تھا واقعات کی ترتیب محض تنقید اور درایت پر رکھی ہے - روایت سے جسقدر کام چل سکا وہ بہت تھوڑا تھا اور لازم اور لازم ہو گیا کہ ایسی مہمل روائتون پر درایت کی روشنی ڈالی جائے -

الغرض حتی الامکان مین نے اسکے حالات زندگی کے ہر پہلو کو لیا ہے اور جہانتک بن پڑا خاصی داد تحقیق دی ہے - با اینہمہ مجھے اطمینان نہین کہ کل حالات مین دریافت کر سکا - اور یہ محال بھی ہے اتنے بڑے آدمی کے حالات زندگی اسقدر مختصر ہو نہین سکتے اور محال عقل ہے کہ اسکے کارنامے سب کے سب محفوظ اور قلمبند ہو سکین - تاہم جو کچھ ہے غنیمت ہے - اور اہل روزگار کے لیے ایک مکمل دستور العمل ضرور سمجھنا چاہیے

اور مجھے کبھی اسقدر ناز و فخر کا موقع نہ ملا ہوگا۔ جیسا اس سوانح مفید کی ترتیب سے ہوا۔ یہ گنج شائیگان ملک اور قوم کے لیے میری طرف سے مفت نذر ہے۔ سه

صد شکر کہ این نگارخانہ ‌ ‌ ‌ بگرفت نگار جاودانہ
بس رنگ بہ نوبہار بستم ‌ ‌ ‌ کین غنچہ بہ خون نگار بستم
بانگ قلمم درین شب تار ‌ ‌ ‌ بس فتنۂ خفتہ کرد بیدار
از ہر چہ گذشت روے بر تاب ‌ ‌ ‌ دین بادہ سرگذشت درباب
خورشید گوست اندرین کار ‌ ‌ ‌ من بودم و صبح ہر دو بیدار
مہر بخت ز خردہ کاری ژرف ‌ ‌ ‌ از صبح ستارہ و ز من حرف
دارم ز قلم بہ غیب راہے ‌ ‌ ‌ گوے بہ شگفتہ زیر کاہے
این خط کہ دہد بہ نور مایہ ‌ ‌ ‌ از کلک منست تیم سایہ
ہر معنی ازو چو آب در جوے ‌ ‌ ‌ ہر نکتہ درو چو آب در جوے
صد سحر و فسون بہ تار بستم ‌ ‌ ‌ کاین نقش بروے کار بستم
ترکیب طلسم خوانیم بین ‌ ‌ ‌ این خدمت جاودانیم بین
صد دیدہ بورطۂ دل افتاد ‌ ‌ ‌ کین موج گہر بساحل افتاد
دکان ہنر بہ چین کشودم ‌ ‌ ‌ سامان سخن چنین نمودم
بگداختہ آبگینۂ دل ‌ ‌ ‌ آئینہ وہم بدست محفل
بگداختہ ام دل و زبان را ‌ ‌ ‌ کین نقش نمودہ ام جہان را
آتشکدہ ہا گداز دادم ‌ ‌ ‌ کین شعلہ بستہ باز دادم
آنم کہ بہ سحر کاری ژرف ‌ ‌ ‌ از شعلہ تراش کردہ ام برف
افشاندہ ہزار در نایاب ‌ ‌ ‌ در دامن موج جیب گرداب
کلکم ز سر بلند نامی ‌ ‌ ‌ طغرا کش قادر الکلامی
بکشود کلید آسمانی ‌ ‌ ‌ بر فکرت من در معانی
دارد قلمم بہ نکتہ سازی ‌ ‌ ‌ چون مغبچگان شرارہ بازی
تا این گل تازہ نقش بستم ‌ ‌ ‌ در دست خسان قلم شکستم
طرز دگران وداع کردم ‌ ‌ ‌ طرز دگر اختراع کردم

نادان کند فسانہ خوانی | بازیچہ شمار این معانی
ایزد چو نهفت در دلم راز | کے این گرہ از خسان شود باز
کس را قدم سلوک من نیست | این کار دست کار تن نیست
روبہ منشان بمن چہ دارند | پیشانی شیر راچہ خارند
من سیر نظر ز خوان قدسم | نعمت خور دودمان قدسم
با عیسی جان صبوح کردم | دریوزۂ عمر نوح کردم
بس گرد شرر ز سینہ رفتم | کین لعل بنوک آہ سفتم
الماس بدشنہ تاب دادم | یاقوت بشعلہ آب دادم
از خامہ ہزار دام بستم | بر کبک رہ خرام بستم
نشتر برگ قلم شکستم | کین نقش بهفت پردہ بستم

چون از نفس من این سخن زاد
خضر آمد و عمر خود بمن داد

نوٹ ۔ مجھے انگریزی نہین آتی ۔ اسلیے درخواست ہی کہ ملک کے لائق اور انگریزی دانون مین کوئی صاحب اس کتاب کوانگریزی مین ضرور ترجمہ فرمائین ۔ تاکہ ہمارے یورپین بھائی اس گرانمایہ سوانح عمری کے فوائد سے محروم نہ رہین دیکھون اس مفید کام کا سہرا شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی کے سر رہتا ہے یا آنریبل مسٹر محمود کے ۔ کوئی ہو ۔

اسرار معانیم نظر کن | زین گنج بہ مفلسان خبر کن

خاکسار
سجاد حسین نمکخوار ۔ سرکار نظام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

شیخ چلی کا بانی خاندان

شیخ ابو الغنم قراقری خاندان بنی اطول سے شہر طیخوح من مضافات ماوراء النہر کا رہنے والا تھا - جو بھیڑون اور دنبون کا بیوپار کرتا تھا - اس پیشہ مین اوسکو اسقدر دستگاہ اور وقت نظر حاصل ہوگئی تھی کہ نر اور مادہ کو بلا تامل پہچان لیتا تھا - اور بھیڑون کے علم انساب کا پورا ماہر تھا - سو قدم سے وہ یقین کرلیتا تھا کہ یہ دنبہ ہے یا بھیڑ ا اور یہ بتا دیتا تھا کہ اگر بھیڑ ہے تو اُسکا خاندان یقیناً بھیڑ ہی ہوگا اور دنبہ کا بچہ ممکن نہین کہ دنبہ ہی نہ پیدا ہو - اس بات کے اظہار کی ضرورت نہین کہ زمانہ دراز کی تجارت سے اسکو یہ ملکہ بھی پیدا ہوگیا تھا کہ بھیڑون کے بچون کا صحیح اندازہ وہ کرلیا کرتا تھا کہ دو سے زائد کبھی نہ ہونگے - اور ہمیشہ اسکی بات سچ نکلتی تھی - دنبون کی اون سے وہ کبھی بجز اسکے خیال ہی نہ کرسکا کہ کمبل نہ بُنے جاینگے سال مین ایک بار بھیڑون اور دُنبون کی اون کتروانے مین کبھی اُسنے غلطی نہین کی - اور بلا تامل قریب کی منڈیون مین بھیج کے وہ نفع کثیر حاصل کرنے مین نہین چوکا -

چونکہ وہ بھیڑون کو دنبون پر ہمیشہ فضیلت دیتا تھا جسکی وجہ یہ ہے کہ دنبونکو اُنکی چکتیون کے بارسے چلنے مین ذرا دقت ہوتی ہی اور وہ دور دور مقامات

اون کے بیچانے کو بہت ہی معصیت خیال کرتا تھا۔ لہذا بار بار اُسنے دُنبون اور دنبیون کے ساتھ مُنڈی ہوئی بھیڑون کے تبادلہ مین پس و پیش نہین کیا اور بھیڑون کو قبول کر لینے مین اپنی غیر معمولی ذکاوت سے بہت عجلت کی۔ چونکہ اس تجارت سے بڑھتے بڑھتے اسکے پاس اپنی ذاتی ملکیت کی بھیڑین بکثرت ہو گئی تھین اور گویا جو سرمایہ اُسنے پہلے لگایا تھا وہ پورا حاصل ہو کے نفع مین گنی گلے اُسکے یہان موجود ہو گئے تھے اسلیئے اُسکو اپنے نوکرون اور چرواہون کے سالہا سال عملی مشاہدے سے بھیڑون کا دودھ دوہنا بائین ہاتھ کا کام ہو گیا تھا۔ اور اُسکا استعمال حکیمانہ قاعدے سے وہ کر سکتا تھا یعنی دودھ سے مکھن اور چھاچھ بنوا لینے مین مشاق ہو گیا تھا اور کچھ بھی نقصان نہ ہونے دیتا۔ کرنے کی بدیا مشہور ہے۔ اسی وجہ سے اس سلیم تجارت مین اسکے تمام نکات اور باریکیون پر علی وجہ الکمال پر اسکو قابو مل گیا تھا۔ جو سرمایہ اُسکے پاس نقدی جمع ہوتا اُسکے مصرف کے تدابیر سوچنے مین بھی اسکی قابلیت کچھ کم نہ تھی۔ یعنی وہ جاڑون مین بھیڑون کے لیے الگ الگ ڈربے بنوا دیتا۔ اور گرمیون مین فوراً انکو کھدوا ڈالتا تاکہ بھیڑون کو عادت نہ ہو جائے برسات مین اسکو یہ دقت ضرور ہوئی کہ بے موسم بال کترواکے کمل بنوا لیتا اور بھیڑون کے اوپر تان دیتا۔ اُسکا اپنا ذاتی تجربہ تھا کہ جاڑون مین بھیڑین سکڑ کے چھوٹی ہو جاتی ہین اور برسات مین پانی سے گھل جاتی ہے اس جید نقصان کو ایسا باخبر آدمی کب گوارا کر سکتا جسکی اُسنے ڈربون اور شامیانون سے روک کر لی تھی غرضکہ وہ اپنے وقت مین یکتا تاجر تھا۔ یا نہ تھا۔ مگر اس زمانہ کے لوگون کے لیے تو اسکی کارنامے بہت بڑے استاد کا کام دیسکتے ہین۔ اگر ایشیائی گڑرئیے اور یورپین سوداگرون کے سود اگر اسکے چھوٹی چھوٹی روزمرہ قابلیتون پر توجہ کرین تو کچھ شک نہین کہ بڑے مالدار ہو جائین۔

چونکہ مجھے اصل مین **شیخ چلی** کے حالات بہت تفصیل سے لکھنا ہین اور وہی نامور روزگار اس کتاب کا ہیرو ہے لہذا مین اوسکے خاندان کے مختصر مختصر واقعات جلد جلد لکھ کے اُسکو شروع کرونگا۔

شیخ اپنی تجارت مین شہرۂ آفاق ہو رہا ہی۔ ملکون ملکون اُسکا نام پھیلا ہوا ہے

عراق عرب سے لیکر اسپین کے بربری حصہ تک اُسکی تجارت کا سلسلہ چلا گیا ہے ادھر مشرق مین جمنا پار سے کابل کی سرحد اور اس سے داہنے طرف تبت کے مشہور مقامات تک پہونچا ہے دور دور سے بھیڑیا دصسان خلقت اسکی تجارت کے تجربون کو سیکھنے آرہی ہے اور افریقہ تک اُسکی دساور کی مانگ ہورہی ہے۔ یورپ کا ناشایستہ حصہ جو اسوقت بالکل اندھیرے مین پڑا ہوا تھا اسکی تجارت سے اگر کچھ فائدہ اُٹھا سکا تو صرف اسی قدر کہ اسکے کارخانہ کے بُنے ہوے کمل تمام یورپ کے جان بخش تھے اگر شیخ ابوالغنم کے کمل نہ جائین مارے جاڑون کے تمام یورپ اینٹھ جائے۔ بنتالیس برس کی عمر تک ملک التجار کا کارخانہ بڑی ہی رونق سے جاری رہا۔ اور دولت کثیر اسکے پاس جمع ہوگئی۔ اب شیخ نے شادی کیطرف توجہ کی ایسے بڑے دولتمند کو دُلھن ملنا کیا دشوار تھا۔ یونتو سیکڑون قبیلون سے اُسکے لیے لڑکیان تیار تھین اور جہان چاہتا وہ بلا تردد شادی کرلیتا۔ کیونکہ صرف مالداری کی شان ہی اسمین نہ تھی بلکہ اپنے شہر اور قرب وجوار مین اشراف خاندان سے وہ پیدا ہوا تھا اور جوار کے کل قبیلے بوجہ نسب بھی اسکا احترام کرتے تھے مگر شیخ کو یہ ضد آپڑی تھی کہ کوئی لڑکی خود مجھپر عاشق ہو اور اپنے مان باپ سے میرے ساتھ نکاح کی درخواست کرے۔ گو وہان کے طرز معاشرت مین یہ کوئی مشکل اور عجیب بات نہ تھی مگر ہمارے شیخ صاحب کچھ ایسے حسین وجمیل واقع ہوے تھے کہ قبائل عرب کی لڑکیان آپ کے نظارۂ جمال کی تاب ہی نہ لاسکتی تھین۔ آنکھ بھر کے دیکھین تو عاشق ہون۔ جب اسکی نوبت ہی نہ آنے پائے تو عشق کیسا۔ اس افتاد نے پانچ برس تک شیخ کو نامراد رکھا۔ لیکن آخرکار قبیلۂ عقیل کے شیخ الرئیس ابوالوحوش کی بیٹی سفیہہ نے شیخ ابوالغنم کی ضد کو پورا کیا۔ یعنی وہ عاشق ہوکر اپنے مان باپ سے عقد کی خواستگار ہوئی۔ یہ ایک غیر معمولی بیاہ تھا۔ تمام مُلک کے مشہور قبائل شریک ہوے اور نسبہ گھڑی نیک ساعت مین نکاح ہوگیا۔

سفیہہ کے نامبارک آئے ہوے قدم کو ابھی سال بھر بھی نہ ہوا تھا کہ ملک مین سخت قحط پڑا اور شیخ ابوالغنم کے اوپر تباہی آئی۔ یعنی ہزار ہا بھیڑیان

بے آب و دانہ مرگئیں۔ ہزارہا گوسپندون نے بھوکھ ڈالا کھی گلے شیخ نے تنگ ہوکر جنگل مین
لاوارث چھوڑ دیے۔ اور تھوڑے سے ٹکون کو لیکر مع کسی قدر نقدی کے خود شیخ
دشت قپچاق کیطرف چل نکلا۔ خاتون محل بھی ساتھ تھی نوکر چاکر زیادہ نہین لیے
صرف اسی قدر جو بھیڑون کو سنبھال سکین غرض یہ تھی کہ وہان چارہ بافراط ملے گا۔
بعد رفع قحط پھر وطن کو لوٹ آوینگے اور بھیڑون کو ترقی دے لین گے مگر خوش قسمتی نے
تھوڑے دنون کے لیے رخصت لے لی تھی اور ادبار کو اپنی جگہ چھوڑ گئی تھی یعنی
دشت قپچاق مین شیخ کی تمام زندہ اور بیجان دولت قزاقون نے لوٹ لی۔ اور
بیچارہ صرف ایک بیڑی پاؤن مین پہنے ہوے یعنی بی بی کو ساتھ لیے وہان سے غزنی
کیطرف چل نکلا شیخ کی جغرافیہ دانی تو صرف ماوراء النہر ہی پر محدود تھی اسلیے یہ نہین
کہا جا سکتا کہ اُسنے غزنی کا قصد کر لیا تھا۔ بلکہ ملک خدا تنگ کے بھروسے
پر ایک طرف منھ اٹھا دیا اور مرتا جیتا غزنی مین پہونچ گیا۔

سلطان محمود کا دور سلطنت تھا۔ مسافرین اور معذورین کی خبرگیری کیجاتی تھی
شیخ کو بھی اس سے حصہ ملا۔ اور ایک کاروان سرا مین رہنے لگا۔

بھیڑون کا خیال شیخ کو آیا ضرور تھا۔ مگر غزنی کی آب و ہوا مین اسوقت شیرونکی
پیداوار کی زیادہ قابلیت تھی۔ اسوجہ سے وہ اپنے خیالی بھیڑونکو دور ہی دور رکھنا
چاہتا تھا۔ اور اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سلطان تک رسائی ہو جاے تو قزاقون
کو پہلے سزا دلواؤن پھر اپنے وطن جانے کی اجازت اور زادراہ مانگون۔ اسی دھن
مین وہ ایک دن فردوسی کے پاس پہونچ گیا۔ اور سلام کر کے دشت قپچاق کا
ذکر چھیڑ دیا فردوسی شاہنامہ کے لیے ایسے ایسے سامان کا متلاشی تھا۔ اُسنے دشت کے
حالات پوچھے۔ شیخ نے قزاقون کی بیدادگری کے ساتھ اپنے معلومات کا ذخیرہ اُگل دیا
جو وہان کے سرگردانی کے زمانہ مین حاصل ہوا تھا۔ فردوسی نے ایاز سے سفارش
کر دی اور ایاز نے سلطان تک پہونچا دیا۔ چونکہ سلطان مرحوم مردم شناس بھی تھا
اور تیز شیخ نے اپنے واقعات تجارت تفصیل سے بیان کیے لہذا بھیڑونکی داروغگی
شیخ کو ملگئی گو اسنے وطن جانے کی کئی بار درخواست کی۔ مگر قبول نہ ہوئی ناچار
اسی پر قناعت کی اور بال منڈوانے مین کمال دکھانے لگا۔

سلطان کو ہندوستان پر بارھوان حملہ کرنا تھا۔ ۴۲۸ھ مین وہ اسی قصد سے
فوج لیکر غزنی سے چلا۔ شیخ بھی ہمراہ ہولیا مگر یہ نہین معلوم کسطرح بہرحال ہندوستانکو
اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی۔ سفیہہ بھی ساتھ تھی اُسکی ہمراہی سے
شیخ کو کچھ اذیت نہین ہوئی۔ کیونکہ دونون کے اخلاق اور عادات مین خلقی
موافقت تھی۔ سلطان نے سومنات فتح کرلیا اور لوٹ گیا۔ مگر شیخ نے
ہمت ہاردی اور ہندوستان ہین رہ پڑے۔

بدایون کے پاس ایک قصبہ تھا چلیہ وہان سلطان نے تھوڑی سی جاگیر
بطور آل تمغا شیخ کے نام مقرر کردی۔ اور شیخ بی بی کے اسی قصبہ ہین رہنے لگے۔

باب دوم

شیخ چلّی کی پیدایش

شیخ النعم کا سلسلہ توالد وتناسل جاری ہوا اور بڑھتے بڑھتے ایک اچھا خاندان
ہوگیا۔ سالہاے دراز کی پیداوار سے اس خاندان کو روزافزون ترقی ہوتی گئی۔
آخر شیخ النعم کی ساتوین پشت مین شیخ ملھو ایک ذی لیاقت اور تیز فہم شخص ہوا
جسکی شادی اسکی چچازاد بہن بی بی حمیقہ کے ساتھ ہوئی۔ چونکہ جاگیر مین بہت سے
حصہ بخرے ہوگئے تھے لہذا شیخ ملھو کچھ زیادہ خوشحال نہ تھا۔ تاہم وہ اپنی ذاتی
محنت اور زراعت سے ایک اعتدال کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ اور بڑی بات
یہ تھی کہ سامان معاشرت اسقدر وسیع نہ تھے جس سے اسراف کی نوبت آئے
بہرحال وہ روٹی دال سے خوش تھا اور اپنی محبوبہ بی بی کے ساتھ بسر کرتا تھا۔
۹۵۱ھ ہجری مین شیخ ملھو کے یہان بیٹا پیدا ہوا۔ چونکہ زمیندار تھا اور یہ لڑکا
بڑی منت مراد ونکا تھا۔ شیخ نے بڑی دھوم دھام کی اور پانچوین دن شیخ
چلّی قصبہ چلیہ کی مناسبت سے نام رکھا۔

ولادت کے وقت اس نامی مولود نے یہ جدت کی کہ ٹانگین اوپر اٹھادین
اب ہزار جھکاتے ہین نہین جھکتین۔ خیال ہوا کہ شاید گھٹنون مین خفلی کا جوڑ نہین ہے

مگر ٹوٹنے سے کوئی نقصان نہین پایا گیا - دیر تک یہ حالت رہی اسکے بعد آپ روے
اور ٹانگین سیدھی کر دین - گو یہ ایک اتفاق بات تھی اسی وقت کا پیدا ہوا بچہ
کسی ارادے پر قادر نہین ہو سکتا - مگر ادیروالون نے بات کا بتنگڑ بنا دیا کہ بچہ
آسمان کو گرتا ہوا سمجھ کے اپنے پاؤن پر روکنا چاہتا تھا - زمانہ شیرخوارگی کے واقعات
ہی کیا ہونگے جنکو ہم لکھین اور جو کچھ ہونگے وہ اُسکے افعال ارادی تو ہو نہین سکتے
اسلیے ہم بجز اسکے کہ اسکو چھوڑ دین چارہ ہی نہین ہے - البتہ بہ تحقیق معلوم
ہوا ہے کہ جب وہ دودھ پیتے تھے آپ بے انتہا رویا کرتے تھے ادھر مان نے
منھ سے چھاتی ہٹائی کہ خوش ہو گئے - قلقاریان مارنے لگے شیخ ملھو اپنے
تجربات کے بھروسے پر بہت غور کیا کرتے - اور بھیڑون کے نیچے کے دودھ پینے
کے طریقہ سے بھی اسکو ملا کے دیکھا مگر اسکی علت اسکے سمجھ مین بھی نہ آئی حمیقہ
کا تو یہ مشغلہ ہو گیا تھا کہ جب تماشا دیکھنے کو جی چاہتا دودھ پلانے لگتی - طرفہ یہ ہے
کہ سب بچون کی طرح دودھ پینے مین ہمارے شیخ چلی صاحب حریص تھے - اور
اسی طرح ہمک ہمک کے غٹاغٹ لیتے تھے مگر ساتھ ہی روتے بھی جاتے تھے -
سوا دو برس تک خوب رو رو اور مچل مچل کے دودھ پیا - اسکے بعد بڑھا گیا
ایلوے اور نیم کی پتی سے تو اُنھون نے سلامتی سے کبھی منھ نہین موڑا - مگر
عقیلہ جوجو کے نام سے بوٹی کانپتی تھی - دودھ تو درکنار اُسکا نام سُن کے وہ پہردن
آنکھین نہ کھولتے - اور مان کو ٹٹول ٹٹول کے ڈھونڈھ لیتے -
شیخ چلی چار سال چار مہینے کے بعد بسم اللہ کے لیے مستعد کیا گیا - اللہ آمین امان
باوا کے الفاظ کا وہ یون بھی عالم بلکہ حافظ ہو چکا تھا اس رسم مین اُستاد نے بہت
سر مارا - ہزار طرح پھسلایا - بہلایا - مگر میرے شیر نے سون جو کھینچی پھر نہ بولنا تھا
نہ بولا - شیخ ملھو نے اُستاد کو آخرکار روک دیا - شیخ کو مان کے پاس پہونچا دیا - اسکی
مان نے جھٹ پٹ بلائین لے کے پوچھا کیون بیٹا بسم اللہ پڑھ آئے -
شیخ چلی نے گردن کو تین جھٹکے سامنے کیطرف دیے جو اقبال کا اشارہ تھا - مگر منھ سے
نہ بولا - اس رسم کے بعد وہ چند روز تک یونہی چھوٹا رہا - اور اپنے ارادے سے جب
جی چاہتا رویا کرتا یا ہنستا رہتا - اسکا کھیل بھی سب لڑکون سے جدا تھا یعنی لڑکون کے ساتھ

گرا۔ ساتھ ہی وہ رو کے مچل گیا۔ والد نے میری محنت برباد کی ہیں سے منہ میں کلی بھر کے پیشاب کرتا چاہا کہ دیکھوں منہ کا پانی پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے یا نہیں۔

شیخ چلی آٹھ برس کا ہو گیا۔ مگر مکتب میں نہ بیٹھا۔ وہ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ دنیا کے خارجی امور کا تجربہ حاصل کرنے میں تو بہت سرگرم تھا مگر پڑھنے میں انکا ساتھ کبھی نہیں دیا۔ چونکہ سلامت ردی ہمیں اس درجہ پر تھی کہ باپ کو یقین نہ آتا تھا میرا بیٹا ایک غیر معمولی طبیعت کا انسان ہونے والا ہے۔ یا ایسی وارستہ مزاجی میں بلا کی جدت اور طباعی چھپی ہوئی ہے اسی وجہ سے شیخ ملھو نے اسکے مکتب میں زبردستی بٹھانے کی کوشش نہیں کی۔

شیخ چلی باغوں اور کھیتوں کیطرف اکثر نکلجاتا اور کھلے میدانوں میں گھنٹوں وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ دوڑکے آسمان کی جھکی ہوئی دیوار کو چھولے ہر بار کی ناکامی سے وہ ایک منٹ کے لیے بھی مایوس نہ ہوا اور ہمت سے یہی باور کر لیتا کہ کل ضرور دیوار تک پہونچ جاؤنگا۔

وہ اکثر چلتے چلتے یہ خیال کرتا کہ دونوں پاؤں ایک ساتھ اٹھیں اور ساتھ ہی زمین پر پڑیں تو زیادہ تیزی سے راہ طے ہو۔ اس امتحان میں وہ دیر تک اُچھلتا اور منہ ہاتھ کی چوٹوں کی پروا نہ کرتا۔ اسکو یقین تھا کہ چندروز میں میرے دونوں پاؤں ضرور ساتھ اُٹھنے لگیں گے۔

وہ انتہا کا نازک مزاج اور لطافت پسند تھا۔ بارہا اُسنے صرف اس لیے کپڑے اُتار کے پھینکدیے کہ میرا جسم بوجھ پڑنے سے کچل نہ جائے۔ شبرات میں اسکے باپ نے آتشبازی منگوادی۔ چونکہ برسات کا موسم تھا۔ چھچھوندریں۔ پھلجھڑیاں۔ انار وغیرہ سب نمی کیوجہ سے چھوٹتے نہ تھے۔ شیخ چلی سب گھروالوں کی آنکھ بچا کے اپنی طباعی کے جوہر دکھانے چاہے اور ایک بڑی سی پتیلی میں ساری آتشبازی بھر کے چولھے پر چڑھادی۔ آنچ تیز کردی۔ مطلب یہ تھا کہ اس ترکیب سے آتشبازی سوکھ جائیگی مگر دم بھر میں پتیلی تیز ہوئی اور چھچھوندروں نے زور باندھا۔ شیخ چلی نے اسکا تدارک پہلے ہی سوچ لیا تھا۔ گھڑا بھر پانی چھوڑدیا اور اسطرح اپنی آتشبازی بچالی۔

اس عمر تک اُسکے جسقدر حالات معلوم ہوئے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ معمولی

طبیعت کا لڑکا نہ تھا بلکہ ذکاوت غیر معمولی اور فوق العادت حرکتین اسکی زندگی کے حصے کی نسبت یہ راستہ قائم کرانے پر مجبور کرتی ہین کہ وہ ایک بڑا مدبر اور موجد ہونیوالا ہے - اسوجہ سے ہم زیادہ تفصیل سے نہین لکھتے - بلکہ اسکی کسر اسکے شباب اور جوانی کے حالات مین نکالی جاے گی - تاہم بعض واقعات جو بالکل اسکی طبعزاد خاص ہونگے ہم بیان کرتے جائینگے -

تیسرا باب
شیخ چلی کی تعلیم وغیرہ

نوین برس باپنے بہت مجبور کیا اور وہ محلے والی مسجد کے مکتب مین جانے لگا اپنی لاجواب ذہانت سے بغدادی قاعدے اسنے دسوان برس شروع ہوتے ہوتے ختم کردیے استاد کو اسکے پڑھانے مین کچھ دقت ہی نہ ہوتی تھی - کیونکہ وہ ہر کام عجلت سے کرتا تھا یعنی دو حرف یکمشت استاد اسکو بتا دیتے تھے اور تین دن مین رٹے رٹے رٹے لکھتے لکھتے وہ بالکل یاد کرلیتا تھا -

شیخ چلی کے مکتب مین بیٹھنے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ استاد کو اتنی سکت ہی نہ رہتی تھی کہ شیخ چلی کی مرمت کے بعد کسی اور لڑکے کو قمچیان مارنے کا موقع ملتا تھا - لڑکے تو ہی تھے جو اسکے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور اس لیے اس لو گرفتار سے الفت و پیار پیدا کرنے مین انکو کچھ محنت نہین پڑی - وہ سیدھا سادا انکا بھولی تھا - آپس کی شرارتونکو وہ آسانی کے ساتھ غریب شیخ کے سر تھوپ دیتے تھے مین کبھی نہ چوکتے اور مولوی صاحب کی پرسش پر یہ صابر اور متحمل لڑکا بے تکلف اپنا قصور قبول کرلیتا - بلکہ جس بدسلوکی کی فریاد ہوتی تھی اسی کو عملی طور پر بھی دکھا دیتا کہ مین نے یون منہ چڑھایا تھا یا اسطرح چپت ماردی تھی - لڑکون کی کتابون اور قلم دوات کے انتظام مین اسنے بڑی دلچسپی ظاہر کی - ممکن نہ تھا وہ کسی کی کتاب پا جاتا اور دو چار ورق کی تخفیف نہ کردیتا اسکا خیال تھا کہ اس ترکیب سے کتاب جلد ختم ہوسکتی ہے اور دوسری کتاب شروع کرنے کی اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے - قلمون سے وہ میانجی کے حقہ بھرنے کی انگیٹھی کو ہمیشہ گرم کردیا کرتا اور نیم سوختہ قلم نکال کے دیتا - اور کہتا بھرنالو

تختی پر وہ اسطرح مشق کرتا کہ تل بھر سفیدی نہ چھوٹتی - آسمان لٹکا اسکے ہاتھ آگیا
تھا کہ دوات سے صوف نکالا اور تختی کو لیپ دیا - اس کامیابی پر وہ اسقدر خوش
ہوتا کہ استاد کو بغیر دکھائے نہ رہتا - جسکا صلہ وہ خوشی سے قبول کرنے پر ہر دم
تیار رہتا -

کتب فروش اسکو ہمیشہ دعا دیتے تھے - کیونکہ اسکی وجہ سے نہ صرف اسکا
باپ دوسرے چوتھے روز نئی کتاب خرید کرتا اور لڑکوں کے ورثا بھی جلد جلد کتابین
لینے پر حریف تھے

استاد نے کئی بار اسکو عزت کے ساتھ یہ کہہ کے رخصت کر دیا کہ جاؤ تم فاضل ہو گئے
مگر وہ علم کا ایسا شوقین تھا کہ تیسرے ہی روز باپ کے ساتھ مکتب مین داخل
ہوجاتا - اور پچھلا پڑھا لکھا از سر نو دہراتا - تاکہ کچھ غلطی نہ رہ جائے -

تمام جہان کے معلم بدخو ترش مزاج ہوا کرتے ہین - اس مکتب کے میانجی
ان صفات مین کسی سے پیچھے نہ تھے اور لونڈون کو بھی بالطبع استاد سے عداوت
ہوتی ہے اس کلیہ کی بنا پر ایک بار لڑکون نے سازش کی کہ مولوی صاحب کو
کوانچ کی پھلیون کا مزہ چکھانا چاہیے - بیچارے نے عمر بھر مین دیکھی نہ ہونگی اس
مشورے مین شیخ چلی صاحب بھی شریک تھے - گو سب لڑکون سے انکی رائے
مختلف تھی یعنی انکی صلاح تھی کہ پھلیون کو استنجے کے ڈھیلون پر نہ ملنا چاہیئے
بلکہ دھوبی ہمارا دوست ہی اُس سے کہہ کے پائجامہ مین ملوا دینگے لیکن کثرت آرا
سے آنکی رائے نا منظور ہوئی - اور حقہ کی مہنال - استنجے کے ڈھیلون وضو
کے لوٹے مین پھلیان پیس کے چھڑکی گئین - سویرے یہ سب کام
ہو چکا تھا - مولوی صاحب نے ابھی کوئی چیز استعمال نہ کی تھی کہ شیخ کا آموختہ
سننے بیٹھے - یہان وہی الف دو زبر آن اور آگے آیہ معلق - پیٹے اور بہت
پیٹے - تب تو دانت پیس کے مولوی صاحب سے کہدیا - مین نے تو پاجامہ
مین پھلیان ملنے کو کہا تھا - مگر سب نے لوٹے مین ڈالی ہین اور ڈھیلون
پر ملی ہین ابکی بار مین بھی تمکو یہان مین کھلا دونگا - مولوی چوکنا ہوئے
اور بھید کھل گیا - شیخ چلی سے اگر حماقت ہوئی ہے تو عمر مین یہی ہوئی کہ

مولوی صاحب بال بال بچ گئے - الغرض شیخ چلی اپنی خداداد طبیعت کے زور دکھا رہا تھا اور روز ایک نئی ادا اس دانشمند لڑکے کے انداز سے پیدا ہو رہی ہے - دنیا کے ہر قطعہ مین کل نہین تو اسکے قصبہ سکونتی کے لوگ - اُسکی حرکات سے دلچسپی حاصل کرنے لگے ہین اور وہ اتنے سے سن مین ناموری کے آسمان پر زینہ لگا چکا ہے چڑھنے کی کسر باقی ہے - صرف تعلیم مین اُسنے پندرہ برس کے سن تک مصروفیت کے ساتھ اپنے کمالات کو ایک متوسط ایشیائی ذی علم کی حد تک پہونچا دیا چونکہ طباعی کے ساتھ اسکا حافظہ بھی بے نظیر تھا وہ اپنے کل سبق حفظ کر لیا کرتا - اور چونکہ ذہین اور طباع آدمی بے پروا بھی ہوا کرتے ہین اس لیے وہ اپنے لکھنے پڑھنے مین استغنا کو بہت دخل دیتا تھا - اسی وجہ سے آج کا سبق جو حفظ کرنے کی حد تک پہونچ جاتا تھا کل بالکل سپاٹ اور سہو محو ہو جاتا تھا - جسکو وہ باہمت طالبعلم پھر دوہرانے سے کبھی نہین تھکتا تھا - اُسنے تعلیم کے بعد مکتب چھوڑ دیا - اور تمام خدا اب جوان ہو گیا اس لیے ستورِ زندگی شبابنے اسکے دلی جذبات کو اور بھی چمکا دیا جس سے اسنے اپنی اس جدید زندگی کو بہت ہی قابل یادگار بنانے مین ذرا بھی کمی نہین کی -

چوتھا باب

شیخ چلی کا شباب

مرادون کی راتین جوانی کے دن - شباب کی اُمنگ - سودا جوش پر - یہ سن ہر انسان کو جو رنگ دکھاتا ہی سارے زمانے کو معلوم ہے - مگر اس حکیم مزاج - فخر زمانہ - ہونہار نوجوان کو اپنے شباب کے زمانہ مین اُن تمام نا معقول خواہشون اور ارادون کے روکنے مین کچھ بھی دقت نہ پڑی - جسکو بڑے محتاط اور تعلیمیافتہ نوجوان بھی نہین روک سکتے -

آغاز شباب کے آثار مین وہ غیر مہذب مقدمہ تھا جو ہر جوان ہونے والے لڑکے قدرتاً پیش آیا کرتا ہی - شیخ چلی ایسا ویسا گھامڑ تو تھا ہی نہین کہ ایسے بڑے معاملہ کو سرسری چھوڑ دیتا - اوسنے قیاس کیا کہ میرے زیر ناف اندروار کوئی پھوڑا

ہوا ہے جسکا ریم خارج ہوتا ہے۔ دو ایک روز وہ سوچا کیا کہ اسکا کیا علاج ہونا چاہیے
مگر جب اُسنے کچھ زیادہ احساس پھوڑے کا نہ پایا یعنی درد وغیرہ نہ ہوا تو اُس نے
بے اعتنائی کی مگر دوسری بار تو اُسکو بہت اہتمام کے ساتھ وہم نے گھیرا کہ پھوڑا ابتک
باقی ہے اُسنے بالائی لیپ اور پولٹس وغیرہ کا استعمال کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تاچار
اُسکو اپنے باپ سے اطلاع کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اپنی ذہانت کو اُسنے اچھی
اچھی طرح ثابت کر دیا۔

باپ نے جو تدبیر اُسکے دفعیہ کی فی الوقت کی ہوگی اسکا پتہ کسی تاریخ وغیرہ سے
نہین چلتا۔ ہان اتنا تحقیق ہوا ہے کہ اُسنے بیٹے کی شادی کر دینے کا مصمم قصد کر لیا
اور دولہن کی تلاش ہونے لگی۔

شاید بلکہ یقیناً شیخ چلی تمام انسانون کی طرح اپنے پھوڑے بے ضرر ہونے
کی وجہ سے پھر اُسکے علاج وغیرہ کا درپے نہ ہوا ہوگا کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ بیماری
جبکہ دوامی ہو جاے یا متعدی نہ ہو تو عملاً اُس سے قطع نظر کر لی جاتی ہے شیخ چلی بھی
اس پھوڑے کو سمجھ گیا کہ ناسور ہو گیا ہے جو علاج پذیر نہین ہے اور نہ اُسکو تکلیف ہے
اسلیے مارو بھی گولی۔

اب اسکا سن سترہ یا اٹھارہ سال کا ہو گیا ہے۔ شباب کے جادو اپنا عمل کر رہے
ہین۔ اور وہ پن گھٹ۔ بازار۔ میلہ۔ محلون کی گلیون مین معمول سے زائد
پھرنے لگا ہے۔ مگر اسکی باقاعدہ طبیعت کا یہ حال ہے کہ کہین دل نہین اٹکتا۔
راہ چلتے کسی عورت کو عام اس سے کہ یقین ہو یا نہ ہو وہ دو ایک کنکریان ایک آدھا
ٹھوکر یا دھکا رسید کرنے مین مشاق ہو چلا ہے۔ جسکے عوض گالیان کھا کے
بھی بدمزہ نہین ہوتا۔ بلکہ ہنستے ہنستے خود ہی لوٹ جاتا ہے۔ اسکی فرزانگی
کا یہ عمدہ نمونہ ہے کہ شیرے کی مکھی بنکے نہین چمٹتا۔ بلکہ دو گال یہان ہنس لیے
دو گال وہان۔ بڑی بات یہ بھی کہ وہ بیفائدہ فکرون سے بچنے کی ہمیشہ کوشش
کرتا رہا اسلیے اسنے اسمین کوئی ایسا طوطا نہین پالا جسکی وجہ سے زندگی
اجیرن ہو جاے۔ وہ دن بھر مین سو ہی بار عاشق ہوتا اور سو ہی بار عشق
رخصت کر دیتا۔ محبت کے مضبوط پھندے اسکو پھانستے۔ مگر اٹھ اونٹ

ہولتے ہی وہ سب کو تار تار کر ڈالتا۔ چونکہ فطرتاً قلب و دماغ مادۂ فساد سے خالی نہ تھا پھر بھی باوجود تمام احتیاطون کے دلی جذبات کے ہاتھون پسپا ہوجاتا چنانچہ وہ ایک دن چڑیماروں کے محلہ مین گیا اُسی دن بہت سے جانور ایک چڑے یمار پکڑ لایا تھا۔ اور اُسنے اپنی ناکتخدا بیٹی کو اُنکے بیچنے کے لیے بھیجا تھا۔ گلی کے موڑ پر ناگاہ شیخ چلی اُس سے دوچار ہوگیا۔ اور تیر محبت ساتھ سینہ مین ترازو ہوا۔ آشفتہ سرون کو کبھی ننگ و نام کی پروا ہوتی ہی نہین۔ شیخ چلی بغیر اسکے کہ ذرا بھی پس و پیش کرے لڑکی کے سامنے خاموش کھڑا ہوگیا وہ بیچ کے نکلنا چاہتی تھی اور یہ آڑ ہوجاتا تھا۔ آخرش اسنے ذرا ڈانٹا تو یہ بھی گر پڑے اور پوچھا کہ تو مجھ سے کیون بات نہین کرتی مین تیری چڑیان نہ لونگا۔ بلکہ تو کہے تو انکو بیچ کے لادون۔ لڑکی گھبرائی یہ سڑی تو نہین ہوگیا ہے۔ اور پیچھے پلٹنا چاہا۔ اُس عاشق جانباز نے اتنی فرصت ہی نہ دی اور چڑیون کی پھٹکی چھین کے سب اُڑادین۔ لڑکی کو زور سے کاٹ لیا اور اپنا راستہ لیا۔ بلکہ کچھ پہلے ہی چڑیمار کے مکان پر ہو بیچ کے جڑ دیا کہ تیری لڑکی نے جانور چھوڑ دیے۔ چڑیمار دوڑا تو لڑکی کا گال لہولہان اور اسکو زار و قطار روتے پایا۔ جبتک شیخ چلی کے پاس آئے آئے آپ دوسری تفریح کی فکر مین جا چکے تھے۔

شیخ چلی شباب کی ترنگون مین گویا کنہیا ہورہا ہے۔ کوئی مقام تفریح اس سے بچ نہین رہتا۔ جہان وہ دن مین دو ایک بار نہین ہو آتا۔ اور ایک نہ ایک کرشمہ نہ دکھادیتا ہو۔ چونکہ اُسکا خاندان معزز ہے اور باپ بڑا ملنسار نیکبخت لہذا اُسکے ساتھ لوگ ایک حد تک مراعات بھی کرجاتے ہین۔ اور عادت سی ہوجانے سے اُسکی درازدستیون یا شوخیون کی مکافات ناقابل برداشت نہین کرتے بلکہ اکثر ٹال جایا کرتے ہین۔ غالباً اسکی یہی وجہ تھی کہ شیخ چلی کے حرکات و افعال چونکہ معمولی ہوتے نہین بلکہ انکی تہ مین ایک ایک بدیع نکتہ یا حکمت چھپی ہوئی ہے جسکے غوامض پر عوام الناس تو درکنار خاص لوگون کو وقوف ہونا بہت مشکل ہے۔ اسلیے اپنے عجز کا اعتراف کرکے کوئی اُس سے

معترض نہین ہوتا - اور گویا سانڈ بنا کے چھوڑ دیا ہے - اسوجہ سے اسکو اپنی مطلق العنانی کا لطف خاصی طرح مل رہا ہے -

جوانی مین اسکی عقل بھی زیادہ پر زور ہوگئی ہے - ایکبار اُسنے جامن کھانے مین گٹھلی نگل لی - ائے ہے غضب ہوگیا اُسنے فوراً علم فلاحت کے اصول سے یقین کرلیا کہ ضرور میرے پیٹ مین درخت اُگے گا - وہ اس بات کی پروا کبھی نہ کرتا کہ درخت اُگنے سے کیا نتیجہ ہوگا - اگر اسکو اس بات کا افسوس نہ ہوتا کہ وہ کیسے پھیلے گا اور بڑھے گا - کیونکر پھل لگین گے - پیٹ کی وسعت اور بساط سے وہ ناواقف نہ تھا اسلیے اُسنے اہتمام بلیغ کیا کہ کسی طرح تخم خارج ہوجاے ورنہ درخت بیکار رہجائیگا - چنانچہ ستفراغ کر کے اُسنے اپنا اطمینان کرلیا کہ اب کچھ خطرہ نہین ہے -

اُسکے باپ کے زراعت ہونے سے ہر قسم کے جانور گھر مین موجود تھے ایک گاے دودھاری بھی جسکا دودھ ہمیشہ گھر کا نوکر دوہا کرتا تھا - ایک دن نوکر نہ تھا - شیخ چلی نے باپ سے اپنے وسیع تجربہ کے بھروسے پر دودھ دوہنے کی درخواست کی جو منظور ہوئی - اور دودھ کا ظرف لے کے اپنے کام مین مصروف ہوگیا - مگر گاے کے تھن سے ایک قطرہ بھی نہین نکلتا - گھنٹہ بھر تک اوسنے محنت کی اور تمام تدابیر عمل مین لایا لیکن ناکامی ہوئی - آخر جھنجھلا کے اُٹھ کھڑا ہوا اور لوٹا پٹک دیا - باپ نے پوچھا یہ کیا حرکت ہے غصہ مین بھرا ہوا تھا ہی جواب دیا گاے سب دودھ چڑھائی اسکو بیچ ڈالنا چاہیے - جب باپ نے زیادہ تحقیقات کی معلوم ہوا کہ ایک بڈھی بیل کو وہ دوہتا رہا - جو بڈھیا بھی تھا - اس غلطی کی صفائی مین - شیخ چلی کا یہ جواب کہ اندھیرے مین شناخت نہ ہوسکی - بالکل مسکت اور کافی تھا -

اللہ اللہ اسکی قابلیتون اور دانشمندیون کا ایک گنج شائگان ہے جسکو اہل زمانے کی بے خبری یا ناقدردانی نے خاک مین ملا رکھا ہے اور کسی نے اُس سے نفع اُٹھانے کا ارادہ نہ کیا ایسے اہل کمال ہوتے کاہے کو ہین - دنیاوی کاروبار مین اُسکو اس درجہ وقت نظر حاصل تھی ممکن نہین کہ

وہ کہین پر چوک جاتا - اور اپنا نقصان کر لیتا - پورے حالات تو اپنے موقع پر
بیان ہونگے - یہان صرف ایک قصہ نمونہ کے طور پر لکھا جاتا ہے -

اُسکے باپ نے اپنی بی بی کے لیے چاندی کے کڑے سُنار کو بنانے کے لیے
دیے ایسے بیچنے والے جھوٹے ہوتے ہی ہین - کئی بار وعدے کرتا رہا اور تیار
کرکے نہ دیے ایک دن شیخ چلی کو اسنے تقاضے کے لیے بھیجا - سُنار کڑے
تیار کر چکا تھا صرف جلا باقی تھی اُسنے شیخ چلی کو ٹھہرا لیا کہ ذرا دیر مین کڑے
لیتے جاؤ - شیخ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی کڑے جو بن رہے ہین میری مان کے ہین چپکا بیٹھ گیا
سُنار نے کڑون کو سہاگے مین لتھ کرکے آگ مین ڈالا - اور خوب تپانے کے
بعد نکال کے اور صاف کرکے شیخ کے حوالے کیے - شیخ بگڑ گیا کہ واہ جلے ہوے کڑے
مین کبھی نہ لیجاؤنگا - مان بہن کے گھر کا دھندا کرے گی - پھر یانی لگا اور بیٹھ گیا -
سُنار نے بہت سمجھایا - مگر وہ ہوشیار آدمی ایسے چکمون مین کب آتا تھا -
آخر یہ طے ہوا کہ باپ کو لیجا کے دکھاؤ - اگر وہ جلے ہوے سمجھ کے پھیر دیگا مین دوسرے
کڑے بنا دونگا - شیخ اسپر راضی ہوا اور کڑے لے کے گھر چلا اُسکی شوخ طبعی اور
تیزی گھر تک پہونچنے کی کہان متحمل تھی اس لیے راستہ کے تالاب مین اُس نے
خود ہی امتحان کے واسطے کڑے ڈالے جو پورا ایسے گھلے کہ غائب ہوگئے - لیکن
ہوا باپ کے پاس آیا اور تمام [illegible] بیان کرکے کہا کہ سُنار نے
ایک تو کڑے جلا دیے دوسرے یہ ظلم کیا کہ ایسی دوا لگا کے جلائے تھے
کہ مین نے جب پانی مین ڈالے ذرا بھی چاندی کی سفیدی نہ معلوم ہوئی
اور بالکل گھل کے اسمین ملگئے - باپ بیچارہ نے بیٹے کی اس
کارستانی کو اس وجہ سے کہ بیٹے کو نظر نہ لگجائے کسی سے نہین کہا اور
چپکا ہو رہا -

ایک مرتبہ اسکے گھر کے جانور تالاب مین پانی پی رہے تھے ایک بیل
پانی پینے مین پیشاب بھی کرنے لگا - اُسنے دیکھا اور اُسی وقت ذبح کر ڈالا
کہ لوٹا ہوا بیل کس کام کا -

پانچواں باب

شیخ چلی کی شادی

غریب باپ کو جسقدر دقت اس معاملہ مین اٹھانی پڑی تمام عمر کو کافی تھی جب سے وہ جوان ہوا باپ کو شادی کی فکر ہوئی اور اپنے قبیلہ مین کئی لڑکیون کی خواستگاری اسنے کی۔ لیکن شیخ چلی کی بار یک بینی اور موشگافی سے سب نشانے بیچ گئے۔ جب کہین بات چیت ہوئی تھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ آپ سسرال پہونچ جاتے اور اپنا استحقاق زوجیت انہار قبل مذکر کیطرح جتانے لگتے۔ ساتھ ہی یہ خواہش بھی پیش کیجاتی کہ ہماری منسوبہ جو عنقریب ہماری بی بی ہوگی۔ کیون ابھی سے ہمارے ساتھ نہین بھیجدی جاتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دانشمند شخص کو آجکل کے یورپ کے طریقۂ شادی کا موجد ہونا قدرت نے پہلے ہی مقدر کردیا تھا یعنی اس درخواست سے اسکی غرض یہی تھی کہ جس عورت سے تمام عمر کا سابقہ ہے جو دنیا کی گاڑی کو میرے ساتھ کندھا دے کے ہمیشہ کھینچنے والی ہے۔ اسکے اخلاق عادات۔ تعلیم۔ تمیز۔ سلیقہ وغیرہ پر مجھے ہی سے مطلع ہوجانیکا ضرور حق ہے دیکھ لو یہی طریقہ آجکل تمام دنیا مین جاری ہے اور نئی روشنی کے چشم وچراغ ایشیائی نوجوان جو یورپی تہذیب سے کامیاب ہوئے ہین اس طریقہ کو جاری کرنے مین کسقدر ساعی ہین۔ ہمین شک نہین کہ شیخ چلی کی یہ جلد بازی سراسر حکمت اور دور اندیشی پر مبنی تھی۔ مگر وائے ناکامی اسوقت کی جہالت اور خاندانی رسمون نے اسکی بات پیش نہ جانے دی اور تابڑ توڑ ناکامیون کا شکار رہنا پڑا۔ شیخ چلی جب بہت تنگ آگیا سرے سے شادی کا انکار ہی کردیا اور باپ سے صاف کہدیا کہ یون صبر نہین کرسکتا جبتک میری منسوبہ میرے گھر نہ آجائے شادی کیسی۔ اس ضد نے شیخ کے باپ کو بہت پریشان کیا۔ ایک تو یونہی کوئی لڑکی اسکے جوڑ کی اپنے کفو مین نہ تھی دوسرے اس حکیمانہ طلب نے سب کو چونکا دیا۔ اور شیخ چلی کے انکار سے پہلے ہی سب جگہ سے انکار ہوگیا

سے تماشہ ہو کر چوبداران نے انکے ساتھ کی بھی وہین ٹھہر گئے - اور دیر تک غصہ مین
روٹھے رہے دو ایک آدمی اور جمع ہو گئے تب شیخ نے اپنے حالات خاص بیان کیے
اور صاحبخانہ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا -

وہ دولت سرا جناب شریعت پناہ قاضی القضاۃ کی تھی اُس زمانے مین
قاضی بدالہدی اس مسند پر جلوہ فرما تھے - سپاہیون نے قاضی صاحب کو
اطلاع دی انھون نے نہایت اخلاق سے شیخ کو اندر بلایا اور معمولی مراسم
کے بعد استفسار حال کیا - شیخ نے اپنی شادی کی درخواست کو بہت ہی مؤدب
طریقہ سے پیش کیا اور بعد بہت کچھ رد و قدح کے صاحب نے اپنی خانہ زاد
لونڈی کے ساتھ عقد قرار دیا - شیخ کو جب معلوم تھا کہ وہ جاریہ زادی ہے
تقدیر پر راضی ہو گئے - مگر معمولی ہلاہتی مین قبل نکاح کے اپنی منسوبہ سے
ملنے کی درخواست پیش کی -

قاضی صاحب نے بہت سمجھایا لیکن ایسا تجربہ کار آدمی کب ماننے والا
تھا - ناچار قاضی کے شرعی انکار پر شیخ ناراض ہو کر چلا آیا اور بہت
حیران ہوا کہ شادی کیسے ہو اور کہان سے ڈھونڈھ کے بی بی لانا چاہیے
اس فکر مین وہ دو روز تک برابر ایک غیر نافذہ کوچہ کی موڑ پر بیٹھا رہا اور
عہد کر لیا کہ جبتک اپنی مرضی کی بیوی نہ ڈھونڈھ لونگا کھانا پینا حرام ہے یہ کہا ہے

"جوینده یابنده"

تیسرے روز سویرے ایک سڈول نوجوان عورت خوب گدبدی ایک خاص
مستانہ ادا سے اُدھر سے نکلی اور شیخ کی طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھا ہی تھا کہ
شیخ بول اُٹھا - ع پہچانتی ہو وہ طلبہ والا -

دل کا میلان یا قدرتی سامان کچھ سمجھ کی بات نہین - آنکھ چار ہوتے ہی
دونون مین وہ میل جول ہوا کہ برسون کے شیدائیون اور چاہنے والون مین
کیا ہوگا - شیخ کی ادا شناسی کا امتحان ایسے ہی وقت پر منحصر تھا - اُنھون نے سر سے
پاؤن تک ایک بار اُسے دیکھا اور گویا تمام اندرونی بیرونی خوبیونکی سلیس
لکھی ہوئی کتاب پڑھ لی جس کے مطالب و معانی مین غور کرنے کی کسے

ذرا بھی مشکل نہ پڑی - اسی وقت نظر نے سب کچھ تاڑ لیا کہ ہونہو یہی میرے لیے راحت اور باعث آسایش ہو - غرضکہ دونوں نظر بار ایک دوسرے کو تاڑ گئے اور ایسے بے تکلف ملے کہ پھر جدا ہونے کی قسم کھالی - شیخ کوئی معمولی آدمی تھا نہیں آنا فانا اُسکے انتخاب اور پسند کا چرچہ ہو گیا - اور ہر طرف سے لوگ اُمنڈ آئے - غریب الدیار آدمی اُسپر اتنا بڑا ذہین عقیل - سب نے اُسکے ساتھ خالص ہمدردی کی - اور اس برخوردار جوڑے کو ایک مرفہ الحال آدمی اپنے ہمراہ لے گیا - دوسرے ہی قاضی صاحب نے آکے نکاح پڑھدیا - ع

ہو گئی دھوم دھام سے شادی

چھٹا باب

امتحان روزگار

شادی ہوے پانچ برس بھی نہ گزرے تھے کہ تین چار بچے شیخ کے یہاں ہو پڑے شیخ کے ماں باپ دونوں شادی کے قبل ہی انتقال کر گئے تھے - اثاثہ خاندانی مین بڑی چیز کچھ غلہ چند بیل تھوڑی زمین ایک مکان شیخ کو ملا تھا - غلہ تو پہلے ہی سال ہو ہوا گیا - بیلوں کو اُسنے اپنی جبلی رحمدلی کی وجہ سے آزاد کردیا اور زمین کی نسبت اُسکو ہمیشہ اپنی ایمانی قوت سے یہ شبہ رہا کہ ذرا بھی ہینے اسمین تردد کیا یا اسکو کھودا تو یقیناً خزانہ نکل آئیگا - جو دوسرے لوگ مفت مجھ سے چھین لینگے - مکان اسنے اپنے قبضہ مین رہنے دیا - اور اپنی محبوبہ بیوی اور بچون کے ساتھ اُسمین بسر کرتا تھا -

گھی کے گھڑے کا مشہور قصہ اہل زمانہ کی ناقہمی یا شوخ مزاجی سے شیخ کی طرف بہت ہی بڑے اور قابل نفرت نتیجہ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہو - حالانکہ اس سچے قصے کے رموز اور غوامض پر اگر غور کیا جاے تو وہ ایک محنتی دنیادار ایک اصولی تاجر - ایک متمدن دانشمند ایک بلند نظر اور مہربان افسر خاندان تسلیم کیا جاسکتا ہے - مثلاً ضرورت وقت کے لحاظ سے اُسنے گھی کا گھڑا اجرت پر پہونچا دینے مین جو آمادگی ظاہر کی اس سے ثابت

ہوتا ہے کہ وہ کام چور اور محنت سے بچا گئے والا اسامی نہ تھا۔ اور زمانے کی نگاہ اور ضرورت کی ہوا پہچاننے مین بڑا ہی صاحب نظر تھا۔ پھر جب اُسنے یہ منصوبہ باندھا کہ اس اُجرت سے مین مرغی لونگا اور مرغی کے انڈے بیچ کے بکری خریدونگا۔ بکریون کو ترقی دے کے گائے اور پھر بھینس اور پھر گھوڑونکا سوداگر بنونگا۔ اسکے بعد ہاتھیون کا بیوپار کرونگا اس حد تک وہ ایک ماہر تاجر اور تجارت کے تمام جزئی وکلی امور پر کامل بصیرت رکھنے والا انسان تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ دنیا مین آج اور آج سے ہزارون برس پہلے تجارت کے یہی اصول مانے جاتے ہین کیونکہ تجارت کو دنیا بھر مین اس وقت جو کامیابی اور فتح حاصل ہے اُسکی ابتدا یونہی ہی ہوئی ہے۔ انگریزونکا ابتدائی داخلہ ہندوستان کی تاریخ کے ورقون مین جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ذرا بھی الگ نہین ہے اور اسی طرح تجارت کے ساتھ ایک ایک قدم بڑھتے بڑھتے آج تمام ہندوستان کی سلطنت انگریزون کے ہاتھ مین ہے۔ پس شیخ کی یہ خیالی ترقی تجارت ہرگز مضحکہ کے قابل نہین ہے۔ اور اگر ایک اتفاقی اور تقدیری حرکت سے گھڑے کو گردن کی غصہ آمیز جنبش نے زمین پر نہ پٹک دیا ہوتا تو ہم دکھا دیتے کہ شیخ الفہیم مالک التجار کے یادگار خاندان کا عروج اقبال کہانتک پہونچتا ہے۔ ہاتھیون کی تجارت کے بعد جو خاکہ اُسنے کھینچا تھا اُسکے اعتبار سے اسکی تدبیر منزل اور تمدنی قوت کا اندازہ کرنے مین بڑے بڑونکا وہم وقیاس قاصر ہے۔ چونکہ وہ ایک پُر محبت شوہر اور مہربان باپ بننے کی استعداد رکھتا تھا۔ لہذا اُسنے اپنی خیالی دولت کو پہلے ایک امیرانہ عمارت کیطرف صرف کرنے مین پسند کیا اور ہونا بھی یہی چاہیے تھا۔ اس عمارت کے نقشے اور ایوان امارت کی تقسیم مین جو کچھ اُسنے قابلیت دکھائی اُس سے اُسکی خلقی ریاضی دانی اور فن انجنیر کی مین اعلے مہارت ثابت ہوتی ہے اور پھر اُسکے سجنے اور آرائش مین تدبیر منزل کی تمام ضرورتین اُسکے پیش نظر تھین۔ اسی سلسلہ مین اُسنے ان تمام ضروریات کو مکمل تسلیم کرکے شادی کی تجویز بھی کر لی۔ اور اُسکے نتائج یعنے توالد وتناسل کی اصلی غای

برکسقدر صحت اور عجلت کے ساتھ اُسکا ذہن منتقل ہوا ہے جسکی مثال ہر متمدن اور متاہل دانشمند مین پائی گئی ہے الغرض اس نقل کو اپناے روزگار نے جس حد تک نقل محفل بنا رکھا ہے اس سے کہین زیادہ اُسکی شان ارفع اور اعلےٰ ہے - اگر شیخ کا یہ منصوبہ جو شادی کے قبل زمانہ کا ہے پورا ہوجاتا تو اسوقت جبکہ وہ بچون کی ضروریات اور جورو کی فریادیون سے باوجود کمال مستقل مزاجی کے کسی قدر کسی وقت پریشان نظر آتا ہے - ہرگز اُسکی نوبت نہ آتی مگر سوء تدبیر بڑے بڑے مدبران سلطنت کو بھی مٹا چکی ہے - وہی سلوک اس غریب شیخ کے ساتھ ہوا کہ بچون پر گھر کنے کی خیالی اَدا نے بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا اور گھرٹے کے گرنے سے اُسکی تمام اُمیدین خاک مین ملگئین -

میرے نزدیک اہل کمال کی وہ عام پریشان حالی جو ضرب المثل ہے اور جسکی حکایتین تاریخ عالم مین اسقدر کثرت سے موجود ہین کہ کوئی نظیر پیش کرنے کی ضرورت نہین اُسی کلیہ مین ہمارا شیخ بھی پابند تھا - اور کچھ نہین کہ اُسکی غیر معمولی خلقت اور غیر معمولی صداقت ذہنی اور اعلے درجہ کی طبّاعیان خود اُسکی کامیابیون کے لیے سد راہ ہوجایا کرتی تھین -

بیچارہ شیخ بال بچون کی کثرت سے اُکتا گیا اور اسکی حکیمانہ طبیعت نے اپنی آزادی پر مضبوط پہرے تو اُسکو بہت اُلجھن ہوئی - ہرچند یون بھی وہ اپنی بے قید فطرت کے اعتبار سے کچھ زیادہ بال بچون کے دھندون مین پھنسنا پسند نہ کرتا اور نہ کبھی اُسنے خودداری کو ہاتھ سے جانے دیا - بلکہ بارہا اُسنے بچون کے ہاتھ سے روٹی چھین کے صرف اس خیال سے کھالی کہ بچہ اگر ایک وقت بھوکا رہا تو مضائقہ نہین مین بھوکا رہونگا تو دوسرے وقت کی روٹی کمالانے کی قوت ہی نہ رہے گی - اس فعل مین اُسکو کبھی کبھی طبی اصول کا بھی لحاظ رہتا تھا وہ جانتا تھا کہ بچون کی نازک امعا مین خشک روٹی سدہ کی تولید کا باعث ہونگی جسکے روکنے کی ہر مہربان مان باپ کو ضرورت ہے -

یہ زمانہ شیخ کے لیے انتہا کے کڑے امتحان کا تھا اور دنیاداروں مین شاید ہی کوئی اس امتحان سے بچا ہو - مگر اس عالی ہمت بلند نظر نے جسنے خوبی اور

خودداری سے اس امتحان کو پاس کیا ہے - اور اس مسئلہ کو طے کیا ہے
ورنہ دوسرے کا حوصلہ نہ تھا - بیوی کی فرمائشیں تو کیا دھیان میں لانے
والا تھا - مگر جھڑکے ہیں اور زبان درازی سے البتہ بہت گھبراتا تھا -
مگر ہمیشہ اُسنے ایک غیرت مند شوہر کی طرح اُسکی بدمزاجیاں برداشت کیں -
گو بیوی اُسکی پسند کی اور خلقتاً اس سے موافق مزاج بھی مگر غیرت
اور تکلیف اچھے اچھے صابرین اور غمخوار لوگوں کا قدم ڈگا دیتی ہے -
اسی وجہ سے اسکی محبوبہ بیوی اس کے دق کرنے پر مجبور تھی اور بچونکی
بھل بون الگ جان کھائے جاتی تھی - گو شیخ خود بچوں کے ساتھ اتنا
زیادہ مانوس نہ تھا کہ اُنکی سرشوریاں سہے - مگر بیوی کی آزردگی اور
دلگیری کا خیال سب کچھ برداشت کرا رہا تھا - مگر باایں ہمہ اُسنے نہ کبھی قرض
لیا نہ چوری کی - محنت مزدوری سے جبتک کام نکلا - مگر جب اُس سے
بھی پورا نہ پڑا تو وہ بے تکلف کسی بنیے بقال کی دُکان پر چلا جاتا - اور
جو کچھ اناج یا نقد جنس اُسکے ہاتھ لگتا اوٹھا لیتا - لالہ جی یونہی بڑے
بہادر ہوتے ہیں اسپر شیخ کی معمولی آزادی کی دھاک سے مجال نہ تھی کہ اسکو
کوئی روک سکے بلکہ شیخ کی آمد دیکھ کے وہ دست درازی یا دست اندازی کی
نوبت ہی نہ آنے دیتے - اور ہنسی خوشی خاطر مدارات کردی جاتی - شیخ
کی نسبت ان افعال سے یہ گمان پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ سینہ زور اور
مفت خور آدمی تھا - مگر یہ گمان انھیں لوگوں کا ہوگا جو سطحی اور اوپری باتوں کو دیکھتے
ہیں ورنہ شیخ اصول سے باہر کبھی قدم نہیں رکھتا تھا - اور درحقیقت غور
سے معلوم ہوگا کہ یہ فعل اُسکا کچھ بھی بدنما اور قابل ملامت نہیں ہے
کیونکہ وہ اس بات کا سچے دل سے قائل تھا کہ جو کچھ انسان کو ملتا ہے
خدا ہی دیتا ہے اسمیں کسی کے باپ کا اجارہ نہیں ہے دوسرے یہ کہ وہ تمدنی
قاعدہ سے سمجھا ہوا تھا کہ ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہے اور ممکن نہیں
کہ دُنیا میں اکیلا آدمی کچھ کر سکے - جب یہ کلیہ تسلیم کر لیا گیا تو ساتھ ہی
یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بنی نوع انسان ایک دوسرے کی مدد پر مجبور ہیں

رکچھ فرض نہین ہی کہ امداد کے لیئے ظاہری رضامندی یا معمولی ارادہ اور قصد پیدا ہونے کے بعد ہی امداد بھی تسلیم ہوچکی تو ہر شخص کے مال وملک بن دوسرے شخص کا حصہ ضرور ہے - پس کوئی وجہ نہین کہ مین بنیئے بقال سے اپنے حق اور حصہ کے حاصل کرنے مین انکی رضامندی اور اجازت کا منتظر رہون یہی وجہ تھی کہ وہ قرضہ کے ناقابل برداشت بار اور اُسکے نفرت انگیز عزت یا رنتایج سے ہمیشہ محفوظ رہا - اور نہ اُسکو ضرورت وقت اور احتیاج نے چوری وغیرہ سقیم جرائم پر متوجہ اور مائل کیا - مگر اس امداد غیر اختیاری یا خود مختاری کا سہارا کچھ ایسا مستحکم اور دوامی تو تھا نہین کہ اسکو بہت عرصہ تک فارغ البال اور بیفکر رکھے - بلکہ ابنائے روزگار کی تنگ دلی اور کم ہمتی یا مہمل بخل نے اُسکو ایسے قابو اور دسترس کے موافق سے دوسرے طور پر محروم اور مایوس کردیا اور اس بدخلقی اور بے مُروتی سے وہ ایسا متاثر ہوا کہ گھر چھوڑنے پر پوری آمادگی ہوگئی -

ساتوان باب

سفر وسیلۃ الظفر

قصبہ جلیہ کی خلقت اور رضاصتہً اہل متمول اور بنیئے بقالون کی اذیتون اور بے مروتیون نے شیخ کو جب بہت ہی دلگیر اور مجبور کردیا تو اوسنے اپنی بیوی سے مشورہ کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر خیال کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیئے اور نیز وہ خود ایک معلومات کا خزانہ تھا اور یہ بھی سمجھتا تھا کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے اس لیے اُسنے چپکے چپکے اپنے ارادے کی تکمیل کے اسباب پر غور کرنا شروع کیا - اور جب تمام وقتون اور مشکلون کو اُسنے اپنی عالی ہمتی سے مار کے ہٹا دیا تو دفعتہً وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور بغیر تعین اس امر کے کہ کہان جاؤنگا آدھی رات کو گھر سے نکل گیا - چونکہ ہم شیخ کی سوانحعمری مین اُسکے اُن دھبون کے مٹانے کا قصد کرچکے ہین جو اسکے دامن ناموری پر لگائے گئے ہین - اور جہانتک امکان مین تھا ہمنے صحیح صحیح حالات

فراہم کرئے ہین - اور مدتون کی عرقریزی اور محنت سے یہ واقعات جمع کرسکے ہین - اس واقعہ کے تسلیم کرنے مین بالکل انکار ہے۔ جو بڈھی عورتین بچون کے بہلانے کے لیے ایک کہانی مین اُسکی نسبت بیان کیا کرتی ہین اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ چلی جب جوان ہوا تو گھر مین عسرت تھی اُسکی بوڑھی مان نے بیٹے کو کمانے کی ترغیب دی مگر وطن مین اوسکی لیاقت کا اندازہ کرنے والا کون تھا - اسلیئے وہ دلی جانے پر آمادہ ہوا - مان نے چار روٹیان توشہ سفر کے لیئے پکا دین - وہ سویرے اُٹھ کے چلا - اور دوپہر کو ایک کنوے پر پہونچا چارون روٹیون کو چارون کونون پر رکھ کے کہنے لگا ایک کو کھاؤن دو کو کھاؤن تین کو کھاؤن کیا چارون کو کھاؤن قضا را اس کنوے مین چار پریان رہتی تھین وہ ڈرین کہ اﷲ ایسا کون زبردست ہے جو ہمکو کھانے آیا ہے - مگر شیخ کی بے ساختہ تقریر سے سمجھ گئی تھین کہ ہے کوئی تیکھا ہی - ناچار چارون نے تجویز کی کہ اسکو کچھ رشوت دے کے ٹال دینا چاہیئے - چنانچہ اُنھون نے ایک بکری اسکو دی جو سونے کی مینگنیان گراتی تھی - شیخ اسکو لے کے پلٹے تو سرا مین اُترے بھٹیاری نے بکری اور مینگنیون کو دیکھا تو ششدر ہو گئی اور بے ایمانی سے رات کو بکری بدل لی - دوسری بکری شیخ کے گلے منڈھی - وہ خوش خوش گھر آئے مان سے خوشخبری کہی کہ بکری ملی ہے اسکی سونے کی مینگنیان ہوتی ہین - مان دے باندھا اور انتظار کیا تو بکری نے وہی معمولی مینگنیان ڈالین - شیخ حیران ہو گئے اور چار روٹیان باندھکر چلے اور کنوے پر وہی عمل کیا - ابکی بار ایک مرغی ملی جو سونے کا انڈا دیتی تھی - مگر سفاک بھٹیاری نے اُسے بھی اڑا لیا تیسری بار گئے تو ایک دیگچی ملی جسمین یہ تاثیر تھی کہ بس پوت کے چولھے پر چڑھا دیا - اور جو نعمت مانگی پک کے تیار ہو گئی - بھٹیاری کو خدا سمجھے اُسنے بھی لے مری - ایک ٹھیکرا پتیلی دے کے شیخ کو رخصت کیا - چوتھی بار شیخ گئے تو پریون نے تاڑ لیا کہ اس بیچارہ سے کوئی وہ چیزمین چھین لیتا ہی تب اُنھون نے ایک سونٹا اور ایک رسی حوالے کہ رسی حکم دیتے ہی مشکین باندھنے گی اور

سونٹا خود بخود پیٹ چلے گا۔ شیخ ابھی بار جو سرا ے مین آ ئے تو بھٹیاری کو
کوئی چیز نظر نہ آئی اور رسی سونٹے پر اسکی توجہ ہی مائل نہ ہوئی۔ شیخ بھی
چپکے ہو رہے۔ رات کو شیخ نے اپنے جی مین کہا لاؤ اسکا امتحان کرین اور
فوراً رسی کو حکم دیا کہ بھٹیاری اور اُسکے گھر بھر کی مشکین کس لے۔ رسی نے
فوراً تعمیل کی تب تو شیخ نے کہا "چل سونٹے تیری باری" سونٹا
اُٹھا اور گدا گد پیٹنے لگا۔ دہائی ہے تہائی ہے۔ بھٹیاری قدمون پر گر پڑی
اور سب چیزین بکری۔ مرغی۔ پتیلی۔ شیخ صاحب کے حوالے کر دین اور وہ
گھر لے آئے۔ اس کہانی کی اصولی غلطیان تو ایک طرف سطحی باتین بھی اس
قابل نہین کہ ایسے فخر روزگار کیطرف نسبت دیجاسے۔ مثلاً روٹیون کو رکھ
کے اُنکے کھانے کا سوال ایک لغو بات تھی وہ تو کھانے ہی کے پیچھے ہین
پھر شیخ ایسی تحصیل حاصل مین کیون پڑتا اسکے بعد پریون کا ڈرنا اور
رشوت دینا بالکل جھوٹ ہی۔ کیونکہ پریون کو انسان تھما ہی نہین سکتا
بلکہ دیو پری انسان کا ناشتہ البتہ کیا کرتے ہین جب ہی تو تاج الملوک
ڈرا تھا۔ اور دیو نے بھی شکر کیا تھا کہ اللہ اللہ مدت کے بعد حلوا سے بے دا
ملا ہے اور فرض کرو کہ پریون کو بمقتضاے بشریت[۵۷] خوف ہوا تھا تو جب
نکل کے دیکھا تو ایک مفلوک مفلس کو دیکھا ہو گا جس سے ڈر گیا کیونکہ
وہ ایک بیچارہ کیا بنا لیتا۔

بکری سونے کی مینگنی نہین کرتی نہ مرغی سونے کا انڈا دیتی ہے۔ا
بھلا دیگچی مین بغیر جنس ڈالے کیسے کھانا پک سکتا ہے۔ سونٹا اور رسی
بے جان چیزین ہین اُنمین ارادہ یا حکم کی تعمیل کجا۔ الغرض یہ سب
باتین ایسی ہین کہ ہمارے شیخ صاحب پر محض بہتان باندھا گیا۔

شیخ گھر سے نکلا تو راستے کی صعوبت کا حال اور منزل اور مقام کی تفصیل
ہم اسلیئے نہین بتا سکتے کہ اُسنے کوئی سفر نامہ اپنا نہین چھوڑا اور ہو
قلمی کتابون مین کسی خاص کتب خانہ مین پڑا ہو گا۔ زمانہ کی نایر

---

[۵۷] مقتضاسے بشریت کی داد دینی چاہیئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ

ایسی بیش بہا چیزون کو باہر آنے کا موقع ہی نہین دیتی - ہمین جو کچھ پتا چلا
یہ ہے کہ شیخ صاحب مدتون مارے مارے پھرتے رہے اور کہین ٹھل بڑا
نہ لگا - آخر اکبرآباد پہونچے شہنشاہ اکبر اعظم کا زمانہ تھا اہل کمال
کی اتنی قدر اس سے پہلے نہ اس کے بعد کبھی ہوئی نہین - ہر طرف
سے عقلاے روزگار اور ہر فن کے کامل چلے آتے تھے دربار مین
داخل ہوے اور باس ہو گئے - شیخ جسدن اکبرآباد مین پہونچا ہی دو پیسے
اُسکے پاس باقی تھے بیچارہ سرا مین پہونچا اور اپنی معمولی دریادلی اور
فیاضی سے بھٹیاری سے نئی کھانون کی فرمائش کر دی اور اُسدن سرا کے
سب مسافرون کو دعوت بھی دیدی کہ ہمارے ہی ساتھ ماحضر تناول
فرمائین - بھٹیاری نے بنیئے سے سودا لیا اور کھانا وانا پکا کے شیخ کو
معہ دعوتیون کے کھلایا صبح کو شیخ جی سے دام جو مانگے یہان کیا دھرا تھا ٹھن
ٹھن گوپال وہی دو پیسے پھینک دیئے بھٹیاری حق حیران کہ معاملہ کیا ہے
جب ذرا بات کھلی تو میان جمامعتر بھٹیاری کے کمترین شوہر بھی آدھمکے
اُدھر سے بنیا بھی بہی لیے ہوے دوڑا - اب آؤ تو جاؤ کہان شیخ کے
حواس پٹیرا ہو ہی چکے تھے کہ دفعتہً ایک بزرگ شریف صورت مقطع متشرع
سرا مے مین پہونچے اور چونکہ ادھر بڑا مجمع تھا اور غوغو لیشتو ہو رہی تھی
آپ بھی اُسی طرف چلے آئے - یہ مولانا عبد القادر بدایونی تھے جھون نے
اکبر کی تاریخ بڑی دھوم کی لکھی ہے اور اکبر کو مذہبًا کافر ملحد قرار دیا ہے
جسکی نسبت آجتک جمہور اہل علم و اہل دول مین نداکرے جاری ہین
اور قول فیصل ابتک نہ ہوا کہ فی الواقع اکبر کا مذہب کیا تھا - غرضکہ
مولانا کے آتے ہی سب چُپ ہو گئے کیونکہ ایک ایک مشہور معروف آدمی
اور دربار اکبری مین بھی بہت با اثر تھے مگر مُلّا اور بالکل سادہ مزاج تھے
انکو اپنے اعزاز دنیا یا علو سے کمال اور تبحر علمی کا ذرا بھی غرہ یا گھمنڈ
نہ تھا اور اسوقت تشریف لانے کی غایت یہ تھی کہ آپ کے وطن سے
کوئی بزرگوار آنے والے تھے دن بہت ہو گئے تھے - انتظار سخت شاق تھا

آج خود ہی سرائین بہ نفس نفیس انکو ڈھونڈھنے چلے آئے وہ تو ہنوز راہ ہی
مین ہونگے کہ یہان اس ہنگامہ مین شیخ صاحب انکو نظر پڑے۔ آدمی
مردم شناس تھے وضع قطع نے بھی کچھ بتا دیا اور تاڑ گئے کہ یہ شخص تو
ہمارے جوار کا معلوم ہوتا ہے۔ دریافت کرنے سے رہا سہا شک بھی جاتا
رہا اور قصبہ چھلہ کا نام سنتے ہی مولانا نے شیخ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بھٹیاری کی اُجرت
اور بیٹھنے کے دام خدمتگار رستے دلا دیئے اور مکان پر لے آئے اور شیخ نے
اپنے حالات سفر اور تجربات عظیم کا دفتر مولینا کے سامنے کھولدیا۔
مولانا شیخ کی ہمدردی کا خیال فطرتاً ہونا چاہیے تھا۔ مگر مجبوری یہ تھی کہ آجکل
بعض درباری لوگون سے ان بن ہوگئی تھی کیونکہ اکبر[1] کی دربار مین
مذہب کے متعلق اعتراضات اور بدعات ہو رہے تھے۔ مولانا اس سے
بہت ہی بیزار تھے اور بہتیرون پر کفر کے فتوے جڑ دیئے تھے اس لیے
چندروز سے آپکا دربار بند تھا۔ سوچتے سوچتے خیال آگیا کہ ملا دوپیازہ
سے مجھے خلاف نہین ہے اور وہ خود بھی ان بدعتون سے متنفر ہین۔
مگر ضرورت وقت سے ظاہر نہین کرتے۔ لاؤ انسے شیخ کی تقریب کردین
چنانچہ مولانا نے ملا صاحب کی خدمت مین ایک اشتیاقیہ رقعہ
دے کے اپنے خدمتگار کو بھیجا۔ وہ اسی وقت دربار سے آئے تھے اور
کمر کھول رہے۔ اور آج معمول سے زیادہ خوش بھی تھے کیونکہ بیربل کو اکبر
کے سامنے کئی لطیفون مین زک دی تھی۔ اور خاطر خواہ انعام ملا تھا اور
نیز مولانا کے علم و فضل کے معتقد بھی تھے۔ زبانی کہلا بھیجا کہ آج رات
کو خفیہ طور سے مین آپ سے ملونگا۔

اس وعدہ کی تکمیل یون ہوئی کہ ملا نے ایک بیراگی کا روپ بھرا
اور چمٹا کھٹکاتے ہوئے مولانا کے دروازہ پر پہنچے پہلے تو خدمتگار نے
روکا۔ مگر جب ملا صاحب نے اپنی انگوٹھی مولانا کے پاس بھیجدی تو
بلا لیے گئے۔ اور بعد معمولی مزاج پرسی جناب شیخ صاحب کا تعارف کرایا

[1] ہماری تقریر پر کسی کو اعتراض کا حق نہین ہے۔ مولف

مولانا نے ملا صاحب سے مسکرا کے یہ بھی کہدیا کہ آپ کے ملحد بادشاہ کے
دربار نورتن مین ایک آدمی کی جگہ آجکل خالی ہے۔ ہمارے شیخ صاحب اس
کمی کو پورا کر دینگے ملا صاحب نے شیخ کے ناصیۂ حال اور مجمل قیل وقال سے
اندازہ کر لیا کہ ایسا باخبر اور ضروری شخص بیشک دربار ہی کے قابل ہے
اسی وقت ساتھ لے کے مکان پر آے اور دوسرے دن جب دربار
مین جانے لگے تو شیخ صاحب سے مکان پر آئے اور دوسرے دن جب
دربار مین جانے لگے تو شیخ صاحب سے کہہ گئے کہ مین چوبدار بھجوادونگا تم دربار
مین چلے آنا اور دربار کے ادب آداب بھی بتا دیے جسکی ضرورت ہماری راے
مین ایسے ذہین شخص کے لیے بالکل نہ تھی۔

خلاصہ یہ کہ آج ملا صاحب نے جب اکبر کو گرما گرم لطیفون مین اپنے دھب پر
لگا لیا تو شیخ صاحب کی تقریب کی۔ اور کچھ اس برجستگی اور شوخی سے ادا کیا
کہ اکبر پھڑک گیا اور فوراً حاضری کا حکم دیا شیخ صاحب بایں ہیئت کذائی
دربار مین پہونچے کہ لوٹا ڈور کاندھے پر تھا اور شترنجی سے کمر کسے ہوے
تھے۔ سر پر ملا صاحب کا پرانا فیدہ ڈھانک لیا تھا جو مقدار علم سے
ذرا بھی زائد نہ تھا۔ اکبر نے ایسے باخبر شخص کو ہاتھون ہاتھ لیا۔ وجہ یہ
تھی کہ جس شخص کی سادگی اور بےتکلفی کا یہ عالم ہو کہ ہر وقت سفر پر تیار
رہے اس سے عجیب وغریب کام بن پڑنے کی توقع ہرگز غلط نہین ہے
چنانچہ اسی وقت شیخ صاحب کا سیاہہ ہو گیا اور نورتن مین داخل ہو گئے۔

آٹھوان باب

کمال باعث اقبال

شیخ چلی دربار مین اپنے جوہر قابلیت لطافت مزاج حسن سلیقہ۔ حذاقت
ذہن۔ قوت اختراع سے ہر دلعزیز ہو رہا ہے۔ علامہ ابو الفیاض فیضی اور
اور علامۂ ابو الفضل نے دھوم دھام سے الگ الگ انکی دعوتین
کین مگر بایں ہمہ وہ اپنی بے روک طبیعت اور خالص آزادی سے

کی نوکری نہیں کرنے ۔ سلام عرض کرنا تھا ۔ بادشاہ نے جواب بھی نہ
دیا تھا کہ دربار سے چلے آئے ۔ اور سیدھے نہو کے پاس پہونچے وہ بنیا
اور کیا بنیا کہ پچھے گذرنے کی چوٹی انکا آنا غنیمت سمجھا کہ دربار کے آدمی
ہمارے پاس لوٹ کے آنے لگے مگر شیخ جی نے نہ اپنا کوئی ارادہ
ظاہر کیا نہ کوئی درخواست بیان کی ۔ جب صاحب وہان ٹھہر گئے تیسرے دن
بہبودن کر رہا تھا اور شیخ صاحب سامنے کھڑے تھے اتنے میں نو کا تو ایک
چھینٹ اینر پر گئی ۔ بس اٹھے اور بڑھے چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور دانت
سے ناک اوتار لی ۔ یہ پچھ تو بس لگے ہی ہوئے تھے فوراً اکبر کو خبر ملی
ادھر شیخ جی بھاگے اور سیدھے [illegible] مگر بادشاہ نے سانڈنی سوار
دوڑا دیے کہ جہان ملیں پکڑ لاؤ اور ایسا ہی ہوا ۔ الٹے پاؤن پکڑے گئے اور شام کی
محل کے دربار میں حاضر کیے گئے ۔ اکبر نے بڑی عزت کی اور [illegible] کی گذاری کی
قدر دانی منصب اور تنخواہ میں اضافہ کیا ۔ مگر شیخ صاحب اپنے بیوی بچون کو
یاد بہت کرتے تھے مگر کچھ خرچ نہیں بھیج سکتے تھے ۔ اور اس زمانہ میں یہ بات
مشکل بھی تھی ۔ مگر ملا صاحب انکی تنخواہ و انعام کسی سے لیا کرتے اور
بغیر انکی اطلاع کے خفیہ طور پر انکے گھر پہ ہزار ہا روپیہ بھیجتے رہے ۔ وہان
بڑا لڑکا سیانا ہو گیا تھا اور خداداد دولت نے ہر طرح کا حوصلہ پیدا کر دیا تھا
چنانچہ اسنے بڑا عالیشان مکان بنوایا اور ہر طرح کی آسائش اور آرائش
کے سامان مہیا کر لیے ۔

ادھر شیخ صاحب تھوڑی وجہ سے زیادہ گھبرا گئے ۔ احتیاط کا اقتضا ہی
سمجھنا چاہیے کہ کوئی بیدید تعلق نہیں پیدا کیا ۔ مگر ملا صاحب انکو صلاح
دیا کرتے تھے [illegible] ۔ آخر جب بہت تنگ ہوئے دربار سے رخصت
چاہی مگر نا منظور ہوئی ۔ ناچار ایک دن چپکے سے چلدیے جو کچھ روپیہ اشرفی

لہ یہ واقعہ [illegible] حقیقت ظاہر ہی ہے [illegible] تاریخ میں [illegible] ذکر کیا [illegible]
ہے [illegible] خاص [illegible] اور [illegible] کی باتیں [illegible] ایک کر دیا گیا ہے [illegible]

بچا کھچا پاس تھا کمر میں باندھا اور سیدھے جبل پور پہونچ گئے۔
طبیعت بختہ مغروں کی بیقراری اُدھر اُنکی

نواں باب

بے اعتباری اور رحلت

جبل پور پہونچ کے مکان ڈھونڈتے ہیں تو پتہ ہی نہیں لوگوں سے پوچھا تو ایک عالیشان محل بتایا گیا۔ یقین کس کو یہ ہمارا جھونپڑا اتنے بڑے محل ہو گیا۔ دروازہ پر ٹھہر گئے اور لوگوں پر خفا ہونے لگے کہ مجھ سے دل لگی کرتے ہیں اندر سے بیٹا نکل آیا اور سعادتمندی کے ساتھ قدمبوس ہوا مگر شیخ صاحب نے غصہ میں مکان پوچھا اسنے بیان کیا کہ آپ نے جو روپیہ بھیجا اسکا مکان تیار ہوا۔ یہ سب آپ ہی کا ہے۔ والدہ صاحبہ نے چند روز ہوئے انتقال کیا اسکا صدمہ ایسا ہوا کہ شیخ کے حواس جاتے رہے۔ مکان کی تبدیل ہیئت کا اعتبار ہی نہ تھا کیونکہ خود تو روپیہ بھیجا نہ تھا۔ اب بیوی کا واقعہ سن لیا۔ جب سُن ہو کے رہ گئے اور بیٹے سے الگ ہٹ کھڑے ہوئے اُسنے ہر چند سمجھایا محلہ والوں نے لاکھ سر مارا مگر ایک نہ مانی اور بستی سے باہر ایک جھونپڑی اپنے اسی روپے سے بنالی جو ساتھ تھا اور پاؤں توڑ کے بیٹھ رہے۔ سن بھی اب زیادہ ہو گیا تھا اور دنیا کی بے اعتباریوں سے گھبرا گئے تھے سب سے کنارہ ہی مناسب معلوم ہوا۔ بیوی کی وفات سے اور بھی دل سرد ہو گیا تھا اور ایسی سختیاں اور چھوٹا بیوی جیسی کمال ہو گئی یہ اسباب تھے جنکی وجہ سے ایسا بے نظیر شخص دنیا کو فائدہ پہونچانے سے ہاتھ کھینچ کے بیٹھ گیا۔

سات برس تک مسلسل اُسی جگہ گذاری اور ۱۴ رجب سنہ ۱۲۸۱ھ کو اکسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور حسب وصیت اُسی جھونپڑی میں دفن کیے گئے۔ پروردگار غریق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

دسوان باب

شیخ کا مذہب

مذہب کے اعتبار سے کسی کو پتہ نہین لگا کہ شیخ کا معتقد علیہ کون مذہب تھا
چونکہ وہ اصول کا یادگار تھا اور مضافات ماوراء النہر مین اس کے
بزرگ رہتے تھے اس نظر سے اسکا باپ یقیناً اُن بدوی عربون کا
ہم مذہب ہوگا جو اس نواح مین رہتے ہین - مگر شیخ کی نسبت جہانتک
معلوم ہوا اُس نے اپنے مذہب کو کسی خاص طریقے کے ساتھ
پابند اور مقید نہین کیا تھا دربار اکبری مین پہونچنے سے پہلے وہ
وحدانیت اور رسالت کے متعلق تو کبھی کچھ کہہ گذرتا تھا جس سے
قیاس ہوتا ہے کہ وہ ان دونون ارکان ایمان کا قائل ضرور تھا
اور عملی طور پر بھی وہ نماز وغیرہ فرائض اسلامی ادا کر لیا کرتا تھا
مگر کسی کی تقلید اُسنے نہین کی اور نہ وہ پابندی کے ساتھ ائمہ اربعہ
یا مذہب اثنا عشری کا معتقد تھا اور جب کبھی ان امور کے متعلق
اُس سے سوال کیا گیا اُسنے لاپروائی کے ساتھ جواب دیا کہ ہمکو
اسکی ضرورت نہین ہے - اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بذاتہ قوت
اجتہاد رکھتا تھا اور کسی امام یا مجتہد کی تقلید اُسکے لیے ضروری نہ تھی
اسی وجہ سے وہ ہر طریقہ مین عبادت اور عمل کیا کرتا تھا - اور کبھی
اُسکو ایک طریقہ پر اصرار یا قیام نہ تھا - اکبر آباد مین وہ ایک
ایسے دربار سے تعلق رکھتا تھا جہان ہر عقیدہ اور مذہب کے لوگ
بلکہ اگر تاریخ صحیح ہے تو لا مذہب بھی جمع تھے اور علوم و فنون کے معرکہ
آرائیون کے ساتھ ساتھ مذہبی مباحثے اور دینی مناظرے آئے دن ہوا کرتے
تھے خصوص اس زمانہ مین امام غزالی کے رسالہ تہافتہ الفلاسفہ پر زور و
شور سے نکتہ چینیان اور اعتراض ہو رہے تھے اور امام صاحب کی
کی مخالفت فلسفہ پر بڑی ناراضی پھیلی ہوئی تھی ایسی حالت مین چونکہ
وہ فطرتاً حکیمانہ خیال کا آدمی تھا فیضی کی صحبت نے اُسے اور بھی چمکا دیا -

اسلیئے آخر آخر مین اُسکا رجحان فلاسفہ کی جانب بہت ہوگیا تھا اور گو وہ
معتزلی تھا نہ مشائی کیونکہ وہ تقلید سے سخت متنفر تھا تاہم فلسفی اصول
اُسے کچھ ایسے پسند آگئے تھے کہ انکے دل سے قدر کرتا مثلاً وہ آگ کو جلا دینے
والی چیز ہمیشہ تسلیم کرتا رہا اور برق کی تاثیر اسکے ذہن مین بھی رہی کہ جب
چمکے تو ضرور کانون مین انگلیان دے لینی چاہئیے۔ اسطرح قضا و قدر
کے مسئلہ مین اُسنے حجت قائم کی تھی کہ صرف مرنے کے لیے اسکی ضرورت
ہر شخص کو ہے۔ جبر و اختیار مین وہ مطلق سکوت کرتا تھا کسی نے اُس
اہم مسئلہ کے متعلق ایک حرف کبھی نہین سُنا صرف ایکبار فیضی کو اُسنے
یہ نکتہ بتا دیا تھا کہ کسی کا مال چھین لینا جبر ہے اور دے دینا اختیار۔ علت العلل
کے مسئلہ مین اُسکی وقت نظر نے ایک نئی بات پیدا کی تھی کہ جب
خدا کے متعلق ایسی بات کہی جائے تو بہت چپکے سے کہنی چاہئیے تاکہ وہ
سُن نہ لے۔

جزا و سزا کے بارہ مین اُسکا قطعی فیصلہ یہ تھا کہ مٹی کے نیچے نہ آگ زندہ
رہ سکتی ہے جو انسان کو بعد مرنے کے جلائے گی۔ نہ باغ پیدا ہو سکتے ہین
جسکے مزے لوٹین گے۔ دوزخ کا لفظ اُسنے اچھی طرح جی لگا کے نہین سُنا
کیونکہ بجز دل پریشان ہونے کے اسمین دھرا ہی کیا تھا۔ جنت کا جب حال
سننے مین آیا تو اُسکو ہمیشہ قصبہ بھلہ کی جامن۔ امرود۔ بیر۔ آم۔ یاد آجاتے تھے
حورونکا ذکر سُنکے جی ضرور للچا جاتا تھا کہ اتنی دور آسمان پر چڑھ کے اُنکے لیے
کون جائے۔ ہمارا یہین سے سلام ہے۔ بندہ ایسا طوطا نہین پالتا۔ چونکہ
فلسفہ کا شیدائی تھا اسلیئے حکمت کے بعض مسائل مین جزو لا یتجزی پر خاص
دلچسپی کے ساتھ غور کیا کرتا تھا اور کبھی باور نہین آتا تھا کہ چھوٹے چھوٹے
ذرے جو اسکو اپنے گھر کے روشندان کے سامنے اڑتے نظر آتے ہین یہ بھی
کوئی چیز ہین۔ اکبری دربار مین مذہب ہنود کی بڑی آؤ بھگت تھی اور
حکمائے دربار مین جید شاستری و ویدانت لوگ جمع تھے
متعلق اُسنے ایک لحظہ کے لیے یقین نہ مانا کہ آدمی

پیدا ہو وہ کہتا تھا کہ مرنے کے بعد تھا کہ ہو گئے چلو چھٹی ملی - مگر یہ خیال اُس کا
اس وقت سے پیدا ہوا تھا جبکہ اُسنے کئی آدمی مرتے اور قبروں میں رکھے جاتے دیکھے
تھے ورنہ پہلے وہ مرنا اسلیے کہ میں نہیں مرا ہوں مرنے ہی کا قائل نہ تھا تو
اواگون کیا - اسکا خیال یہ تھا کہ بتوں کے سامنے پوجا کرنے میں بڑی مشکل یہ تھی
کہ وہ کوئی بات کا جواب نہیں دیتے البتہ آفتاب کی پرستش کا اسکا رجحان
تھا وہ اسلیے تھا کہ جیسا وہ سکو [illegible] ہیں [illegible] ہی [illegible] میں دھوپ
کھانے کا موقع ملتا ہے اور سردی سے وہ بچکو بچاتا ہے ورنہ ٹھنڈا ہو جا
اور [illegible] سے آگ سے [illegible] جائیں - ندیوں کی پوجا کو بھی وہ اچھا
جانتا تھا کہ انکا پانی کھیتوں میں [illegible] ہے اور فائدہ [illegible] ہوتا ہے - برگد کے
درختوں کی [illegible] وہ مستحق نہ تھا اسکا خیال تھا کہ اسکے پھل صرف
چڑیوں کے کام آتے ہیں وہی کہ [illegible] آدمیوں کو اس سے کچھ فائدہ نہیں
ہے - گئو ماتا کا وہ بہت ادب کرتا تھا کہ سیروں دودھ دیتی ہے گھی تک
مکھن میں آتا ہے - دہی میں گڑ ملا کے کھانے کا مزہ کچھ نہ پوچھو اسوجہ سے
ایسی عمدہ چیز کو ضایع کرنا حماقت ہے - وہ بکریوں کے ساتھ بھی ہمدردی کرتا مگر
اُسکا گوشت پوست انھیں سے بنا تھا اس لیے کچھ زیادہ خیال نہ کیا علاوہ
اسکے دودھ بھی انھیں [illegible] کہاں جو گائے میں ہے الغرض اسکا
مذہب کچھ عجیب [illegible] ہوا تھا - [illegible] یہ ہے کہ اُسے ہر طرح کے اجتہاد
کی قدرت حاصل تھی وہ جو مذہب کرتا یا خود سوچ لیتا اُسکے حق بجانب تھا - مگر
اُسنے عمداً ان جھگڑوں میں پڑنا پسند نہ کیا اور ایک گو مگو حالت میں بسر
کر دی - ورنہ آج شیخ چلی کا مذہب بھی مذہبوں میں ایک مذہب ہوتا اُسکو
درحقیقت ایسی پڑی ہی کیا تھی کہ ان درد سری کو مول لیتا وہ بجائے خود
یہ تسلیم کر چکا تھا کہ انسان کو جہانتک ممکن ہو آزادی اور سادگی سے بسر کرنا
چاہیے [illegible] تعصب سے کام نہ چلایا جائے - زیادہ غور کرنے
[illegible] تھا [illegible] طبیعت [illegible] پست ہو جاتی ہے [illegible]
[illegible] کی [illegible] وجہ یہ تھی کہ اُسکی [illegible]

قوت کے مبادی دوسرون کے انتہائی معقولات کے مساوی تھے پس وہ جانتا تھا کہ میری سرسری انتقالات ذہنی کے نتائج کا تو کوئی متحمل ہو ہی نہین سکتا۔ دقیق باتون کو کسے سمجھاؤن - اسی وجہ سے اُسنے اپنے دماغ کو اُس حد تک استعمال ہی نہین کیا جسکی دوسرون کو ضرورت ہوتی ہے اور اسمین وہ سچا بھی تھا۔

گیارھوان باب

طرز معاشرت اور بعض ذاتی خصائص

چونکہ شیخ نے ابتداے عمر سے سادگی کے ساتھ بسر کی اس لیے دربار اکبری مین پہونچنے تک تو بغیر کہے ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ اسکو تکلیفات کی پروا ہی نہ تھی اور وہ اس قدر صاف اور بے ساختہ پن کے ساتھ رہتا تھا کہ دوسرے سے بن نہ پڑے چنانچہ اُسکے حالات خود شاہد ہین کہ اوسنے کبھی نالش اور تکلیف کو پاس نہین آنے دیا وہ غذا مین تو اسقدر بے پروا تھا کہ کئی مرتبہ اشتہاے صحیح مین اُسنے اپنی محبوبہ بیوی کو روٹی پکانے کی بھی تکلیف نہ دی - اور دال چانول آٹا جو کچھ موجود ہوتا تھا یونہی استعمال کر لیا کرتا - اسکو یقیناً معلوم تھا کہ غذا کی غایت پیٹ بھرنا یا بھوک کی تکلیف سے نجات پانا ہے جو بغیر پکاے بھی ممکن ہے پھر ضرورت کیا کہ ایک وقت طلب امر کے لیئے بیوی کو الگ تکلیف ہو اور خود جدا انتظار کی زحمت اُٹھاے - بھوک مین مٹی کا نوالہ سونے کا ہوتا ہے بس اسی پر اُسکا عمل تھا اور بڑی ہمت سے وہ اسپر نباہ بھی کر لیا کرتا تھا اسکا خیال تھا کہ بیماری کے اسباب اور مرض کے موجبات غذا بدپرہیزی یا خارجی - علتین ہرگز نہین وہ کہتا تھا کہ جس پیٹ مین پکی روٹی ہضم ہوجاتی ہے کچا آٹا کیون نہ ہضم ہو ہمیشہ دہی کھایا کرتے ہین - آج کیا وجہ ہے کہ دہی سے زکام ہوجاے - اگر دہی مضر ہوتا تو ہمیشہ مضر ہوتا کبھی ہو کبھی نہ ہو یہ عقل کی بات نہین ہے یا بیماری مین کچھ کم کھایا جاے دودھ کی ممانعت ہے

شیرینی سے پرہیز کرو - یہ سب باتین واہیات ہین بیماری مین ضعف ہوتا ہے
اور گھی طاقت لانے والی چیز ہے پس ضرور عین بیماری مین کھانا چاہیئے تاکہ
ضعف نہ آنے پاوے - اسی طرح دودھ اور شیرینی تو بخار مین کھانا فرض ہے
کیونکہ منھ کا مزہ کڑوا ہوجاتا ہے اُسکے بدلنے کے لیے میٹھی چیز سے زیادہ
کوئی ضروری بات ہی نہین - وہ لرزہ اور بخار کی علت صاف طور پر اسطرح
بیان کردیتا تھا کہ جاہل اور گنوار تک سمجھ جاتے تھے - یعنی جب دھوپ مین
بہت دیر تک رہوگے ضرور بدن گرم ہوجائیگا - یہی بخار ہے اور جاڑا ایسے آتا ہے
کہ برسون سے خصوص سردی کے دنون مین جو پانی پیا جاتا ہے وہ جمع ہوتے
ہوتے اور پیٹ کی کوٹھری مین جہان مطلق گرمی یا آگ نہین پہونچ سکتی -
ٹھنڈا رہتے رہتے بدن مین کپکپی پیدا کردیتا ہے - یہی لرزہ ہے - اسی پر دلیل
یہ لاتا تھا کہ دیکھو جاڑون مین جب سرد پانی پیو تو بدن کانپنے لگتا ہے پھر پیٹ
مین اتنا بہت سا پانی جمع رہے اور لرزہ نہ آئے اسکے کیا معنی -

دست آنے کے متعلق بھی اُسکا یہ اعتقاد تھا کہ کسی دن پانی زیادہ پی لیا
گیا پس پیٹ کے اندر فضلہ گھل گیا اور پتلا ہو کے نکلا -

پیٹ مین درد سوجہ سے ہوتا ہے کہ آنتین تو بڑی ہوشیار ہین - جب
کھانا اُنمین پہونچتا ہے تو اتفاق سے ایک آدھ کو نہین ملتا ہے - پس وہ دوسری
آنتون سے لڑتی اور چھینتی ہے - اب یہ سب پیٹ کے اندر دوڑی دوڑی
پھرتی ہین - اُنکے چلنے اور دوڑنے سے پیٹ مین انکے پاؤن زور زور سے
پڑتے ہین اور دکھنے لگتا ہے -

دربار اکبری مین جب وہ پہونچا ہے تو وہان کے اُمرا اور خواجہ سیئون نے
اُسکی پُرتکلف دعوتین کین - مگر وہ ہمیشہ شاکی اور متنفر رہا جسکی وجہ
یہ تھی کہ کھانے تو اس قدر لذیذ مگر کثرت اتنی کہ ایک ایک لقمہ بھی لیا
اور پیٹ بھر گیا - پس منھ مین ایک لقمہ کا مزہ کیا معلوم ہوسکتا ہے
جب تک ہر چیز کو بہت سی نہ کھایا جاے خاک بھی ذائقہ نہین
ملتا - ایسے کھانون سے بجز اسکے کہ غصہ آے کہ ہاے کچھ نہ کھایا

کوئی حاصل نہین ہے۔ اسوجہ سے اُسنے چندروز کے بعد دعوتون مین جانا چھوڑ دیا اور
ملا دوپیازہ کے گھر پر جو نکہ رہتا تھا انکے کھانون سے بھی ہچکچاتا رہتا اور ذرا
انکی آنکھ بچی کہ بازار سے سیر آدھ سیر چنے بھنوا منگائے یا دس پانچ پھوٹین
دو تین سیر گاجرین کبھی چنے کے ستو لیے اور پیٹ بھر کھا کے آسودہ
ہوگیا۔

جب ملا صاحب کے یہان رہنے سے زیادہ تکلیف ہونے لگی اور اپنی
پسند اور آزادی کے ساتھ کھانیکا موقع کم ملنے لگا تو شیخ الگ مکان مین اُٹھ گیا
مگر باورچی خانہ کا انتظام نہ کیا اور رکھڑ اکھیل فرخ آبادی بازار سے کچھ لیا کھا پی کے
ٹھکانے لگا دیا۔

لباس ہمیشہ سادگی کا لحاظ رکھا۔ یورپ کے اصول اسکو اُس وقت
معلوم تھے جنپر آج عمل ہورہا ہے یعنی وہ موٹے کپڑے کو بہت پسند کرتا تھا
اور اس زمانہ مین ملکی صنعت کے گاڑھے دھوترا اُسکی مرغوب ترین چیزین
تھین۔ دوسوتی کی مرزائی یا بنچی پاجامہ وہ اکثر پہنتا۔ گرمیان جاڑے
برسات ہر موسم مین اصول صحت کے قاعدہ سے اُسکا لباس خالی نہ تھا
یعنی جاڑون مین مسامات بند ہونیکا اسکو کامل یقین تھا اسلیے مصلحتاً باریک کپڑا
استعمال کرتا جسکی کھلی دلیل یہ تھی کہ ایک تو مسامات بند اُسپر اگر گرم لباس پہنا جائے
تو یقیناً دوران خون مین فرق واقع ہوگا اسلیے ہلکا اور باریک لباس پہننا چاہیے
اسی طرح گرمیون مین گرم اور موٹا لباس اختیار کرتا۔

درباری لباس مین اُسکو ہمیشہ اُلجھن اور بے چینی رہی۔ بڑے بڑے گھیردار
جامے اور کمر مین پانچ سیر کا ٹپکا سر پر گران بار زفیدہ شلوار کی قطع نرالی یہ
تکلفات اُسکو بہت ناگوار تھے۔ وہ بے قید رہنا زیادہ پسند کرتا تھا۔ اور
اسی وجہ وہ کبھی کبھی دربار مین بالکل تحت اللفظ ایک جانگیا یا مرزائی پہنے چلا
جاتا اُسکے الناس باللباس کے مشہور مقولہ سے کبھی اتفاق نہ تھا۔ وہ ذاتی
خوبیون کے سامنے صفات اضافی کو کچھ چیز ہی نہ سمجھتا۔ اُسکا قول تھا کہ گدھا
جل اطلس سے گھوڑا ہوجائے تو ہوجائے۔ مگر انسان لباس فاخرہ سے

گھوڑا ہو نہین سکتا - نہ برہنہ سے وہ گاے بیل ہو جاے گا - انسانی خوبیان تمام لباس اور آرائش سے افضل ہین - اور کامل آدمی کبھی اُسکا مقید ہو ہی نہین سکتا - ستر عورت کے متعلق اُسکا انوکھا خیال آب زر سے لکھنے کے قابل ہے - یعنی جب تمام اعضا ایک ہی جسم مین ایک ہی انسان کی ملکیت ہین تو کوئی وجہ نہین کہ ہر عضو کے کھولنے یا چھپانے پر تو آدمی آزاد ہو - اور خاص چیز کو ہمیشہ بند اور ڈھنکا رکھنے پر مجبور رہے کیا اُسپر ہمکو حق ملکیت حاصل نہین ہے - کیا ہم اُسکے مطیع ہین کہ ہمیشہ ڈھانپے رہین -

اصول صحت کے اعتبار سے بھی وہ اسپر بحث کرتا تھا کہ اعضا کو ہوا پہونچنے سے تازگی اور تندرستی رہتی ہی پھر کیون سب کے ساتھ یکسان برتاؤ نہ کیا جائے اس حکیمانہ خیال سے وہ کبھی کبھی خلیع بالطبع ہو کے بالکل برہنہ ہو جاتا یا جسم اسفل کو کھلا رکھتا اور اعلی کو ڈھانپ لیتا -

اخلاق کے اعتبار سے وہ ایک سراپا تہذیب بلکہ شرح تہذیب تھا اُسنے بارہا لوگون سے محض اخلاقاً ایسے وعدے کر لیے جنکے پورے کرنے کا اُسے خیال بھی نہ آیا - وہ کسی کی دلشکنی گناہ کبیرہ سمجھتا تھا اکثر اُسنے دروغ مصلحت آمیز پہ از راستی فتنہ انگیز کے بھروسے پر سازشی گواہی دی اور کسی مجرم کو بچا لیا دعوتین تو اکثر دے دیا کرتا اور مہمانون کی خاطر مدارات یا کھانا موجود ہونے کی صورت مین وہ کسی پڑوسی کے مال پر تصرف کرنا نہ صرف ضروری سمجھتا تھا بلکہ واجب خیال کرتا تھا -

لڑکون کے ڈھیلو نکا اُسنے کبھی خیال ہی نہ کیا اور تحمل کے ساتھ انکی اذیت گوارا کر لیا کرتا مگر محض اس خیال ہمدردی سے کہ لڑکے زیادہ شوخ نہ ہو جائین اور ایسی ہی کوئی حرکت اپنے والدین سے نہ کر بیٹھین - راہ چلتے کسی لڑکے کو پکڑ کے وہ قرار واقعی گوشمالی کر دیا کرتا تھا - یہ اُسکی انسانی ہمدردی قابل تعریف ہے -

وہ زاہد خشک تو خدا نخواستہ کیون ہونے لگا بلکہ ایک بزلہ سنج خوش مزاج آدمی تھا - ظرافت اور مزاح مین کبھی نہ چوکتا - ایک بار اُسنے اپنے مہمان کو

جمال گوٹے دے دیئے کہ اس سے زیادہ تفریح کا مشغلہ بھی نہ تھا ملا دو پیازہ کے طہارت کے لوٹے مین مرچین گھولدین - ملا صاحب کا خفا ہونا اور اسکا مارے ہنسی کے لوٹنا عجب سمان تھا - ایک بڑھیا اکبر آباد مین رستے سے جا رہی تھی آپنے اُسکے قریب جا کے باد مخالف صادر کردی اور بڑھیا سے کہا "لے ڈے میرا نام"

حاضر جوابی مین اُسکا کوئی مقابل ہی نہ تھا - شیخ اور ریخ کے قافیہ کا مشہور لطیفہ اُسی کی طبیعت خداداد کا نتیجہ ہے - جس سے جاٹ بیچارہ نہو لہو کا نام سُن کے حیران رہگیا - ایک شیعی عالم سے اکبر نے اسکا مناظرہ کرادیا اور انصافاً بازی شیخ کے ہاتھ رہی - عالم نے کہا کہ ہاتھ باندھ کے نماز پڑھنا درست نہین ہے - مشرکین مکہ آستینون مین بُت رکھ کے نماز مین شریک ہوتے تھے - آنحضرت صلعم نے ممانعت فرمائی کہ ہاتھ باندھ کے نماز نہ پڑھی جائے اسکا جواب شیخ نے یہ دیا کہ ہان واقعی حکم ہوا تھا مگر جنکی آستینون سے بُت نکلے انکو تو ہاتھ کھول کے نماز پڑھنے کا ارشاد ہوا اور جنکے پاس نہین نکلے وہ ہاتھ باندھ کے پڑھتے رہے -

اسکا حافظہ معمول سے زائد قوی تھا - اکبر آباد مین جب وہ آیا تو پہلے پہل ہاتھی دیکھنے کا اتفاق ہوا - اُسنے اسکو اپنی کتاب یادداشت مین مین ٹانک لیا - ہاتھی چند روز کے بعد فصلی میوہ امرود بازار مین دیکھا اسکا نام بھی پوچھ کے لکھہ لیا - امرود زمانہ گزر گیا اور یہ دونون لفظ اسکے یاد رہے لکھے رہی جب وہ دربار سے خفا ہو کے گھر چلا آیا اور جھونپڑے مین رہنے لگا - ایکدن ایک ہاتھی چرکتا نے کے اُدھر سے نکلا گاؤن کے لوگون نے ایسی عجیب چیز دیکھ کے بڑی حیرت کی اور سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ ہے کیا شیخ جلی کو خبر ہوئی اور ہاتھی دیکھ کے فوراً حافظہ نے یاد دلا کہ مین نے اُسکو دیکھا ہے اور لکھ بھی لیا ہے جلدی جلدی یادداشت نکالی اور لوگون سے کہنے لگا مین سمجھ گیا - تم گھبراؤ نہین یا تو یہ ہاتھی ہے ورنہ امرود ضرور ہی ہے - یہ کہہ کے شیخ رو پڑا کہ ہمارے بعد یہ باتین کون بتائے گا -

شیخ کی شجاعت بکار رہتے تہور تک پہونچ گیا تھا جسکی نظیر توہمو کے واقعہ سے ملسکتی ہے - اسکی پر قوت طبیعت مین خوف وہراس پیدا ہی نہ ہوئے تھے - نہ اُسنے کبھی جبین سے کام لیا مستقل مزاجی شجاعت کا ایک خاص جو ہر ہے وہ شیخ کو پوری پوری حاصل تھی جسکی وجہ سے اسکے کسی کام مین ہلاہٹ اور بے ترتیبی ہونے ہی نہ پاتی تھی - گھبرانا یا پریشان ہونا تو اُسنے سیکھا ہی نہ تھا - مگر تمام عمر مین ایک بار وہ ایسا بوکھلا گیا اور اتنا بدحواس ہوا کہ گویا وہ مجنون ہوجائے گا - واقعہ یہ ہے کہ وہ جب گھر سے نکل کے سفر کر رہا تھا ایک دن ایک قصبہ مین پہونچا - وہان ایک مبتذل سرائے تھی جسمین وہ فروکش ہوا - کوٹھریان تنگ سائبان ندارد - صحن چھوٹا اور غلیظ لید اور گوبر کے انبار لگے ہوے کوڑا کچرا ڈھیرون پڑا ہوا - اور برسات کا موسم نیم کے پھل تمام سڑے ہوے صحن مین پھیلے ہوے تھے کیچڑ کی انتہا نہین - ایسی خراب جگہ مین اسطرح کا میرزا منش اور نازک مزاج آدمی ایک گھڑی نہین ٹھہر سکتا - مگر مجبوری لاچاری سب کچھ کراتی ہے - شیخ بیچارہ ایک کوٹھری مین ٹھہرا اُمس اور گرمی کا تو اُسنے کچھ خیال نہ کیا نہ اُسکی اصلی حالت صحت اور طبعی قوت ان خارجی امور کو مانتی تھی - مگر رات کو مچھرون نے شیخ کی گرمی صحبت کو اپنا افتخار سمجھا اور چارون طرف سے دل کے دل ٹوٹ پڑے - شیخ نے پہلے تو ہاتھون سے کام لیا اور بعض دفعہ کان کے پاس مچھر نے جب نفیری بجائی اور باضابطہ نوٹس دی کہ مین آپہونچا غصہ مین ایسا بیر جمایا کہ اپنی ہی کنپٹی جھنا گئی - جب مچھرون نے زیادہ زغہ اور دست درازی کی تو بہادر شیخ نے جھپٹ کے تلوار گھسیٹ لی اور بزن بولدیا مچھرون کے کشتون کے پشتے لگا دیے - لاش پر لاش گرتی تھی - سارا پلنگ تمام کوٹھری لہولہان ہوگئی - اور یہ بہادر شیر دل برابر دو دستی پھینک رہا ہے مچھرنے جبین کی اور شب سے رسید کر دی - کان کے پاس بولا اور پیترا بدل کے تماچے کا ہاتھ مارا اگر مچھر بھی بلاے بے درمان تھے - ایک ہون دو ہون - سو ہون ہزار ہون تو کوئی مارے یہ تو لاکھون تھے اور تابڑ توڑ مدد آرہی تھی - فوجون پر فوجین چلی آتی ہین - جسطرح آجکل ٹرنسوال پر

لام بندھا ہوا ہو - لکڑی بج رہی ہے جس سے کوٹھری گونج اٹھی - اب تو شیخ تھکا
اور بازو سست ہو گئے - پھر برابر تلوار کرتا رہا - آخر کب تک - تازہ دم پہنچتا
ساتھ ہی حواس بھی بگڑ گئے - آپ جانئے لڑائی مین حواس ہی کا کھیل ہے -
یہ نہین تو کچھ نہین - اور غضب یہ ہوا کہ ایک تازہ دم فوج بچھوؤن کی آ ہی گئی
آ پڑی اور یہ خاص ملیشیا کی پلٹنون سے مرتب تھی لیجیے اور بھی ہوش
بگڑے باہر مینہ موسلا دھار برس رہا ہے - بھاگنے کا بھی رستہ نہین کس
مصیبت مین جان پڑی ہے - سب پر طرہ یہ کہ لوگ سنین گے تو کیا کہین گے بچھوؤن
نے بھگا دیا - مگر اب تو جان ہی پر بنی ہے - اور طاقت و حواس دونون نے
جواب دیا - ناچار اسی طرح شمشیر خون چکان ہاتھ مین لیے ہوئے شیخ کوٹھری
سے بھاگا - صحن مین کیچڑ اور پانی سے پاؤن نہین ٹھہرتا - گھبراہٹ مین
ایک گھوڑے کی پچھاڑی سے پیر الجھا اور دھڑام سے گرا اٹھا اور پھر بھاگا -
پھاٹک بند سارے مسافر سو رہے ہین - بھٹیاریان الگ خراٹے لیتی ہین
کدھر جائیے کیا کریے آخر زور سے غل مچا دیا کہ دوڑو لوگو دوہائی ہے - سب
اٹھ پڑے تو شیخ صاحب کو اس ہیئت کذائی سے دیکھا کہ ننگی تلوار ہاتھ مین
خون ٹپک رہا ہے کپڑون پر لہو کے لخت جمے ہین اور سخت بدحواس ہین - لوگ
سمجھے ڈاکہ پڑا - اب پوچھتے ہین تو شیخ کچھ بتاتا نہین - ایک تو تھکاوٹ دوسرے
گھبراہٹ - بارے دیر کے بعد حواس ٹھکانے ہوئے - قصہ جہاد بیان کیا
لوگون نے دلاسا دیا بڑی تعریف کی - بس یہان تو شیخ کے استقلال اور
جمعیت خاطر مین ذرا سا اختلال آ گیا تھا ورنہ کیا طاقت کہ وہ سخت سے
سخت معرکہ مین بھی گھبرائے -

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

قصبات دیہات مین خانہ جنگیون کی کیا کمی - شیخ کو ایسے اتفاقات بارہا پڑے
ہین - وہ اکیلا دس دشمن کے مقابلہ مین ڈٹ گیا - گھر مین جھینگر بولا اور
اُسنے دھڑ سے لاٹھی رسید کی - جوہون کا تو نام ہی کر دیا - کھیت مین

چڑیون کو پھٹکنے تک نہ دیتا - کہتے اسکی تلوار کے گھاٹ روز ہی اترا کرتے اسکی
دھاک تمام قصبہ مین اور اردگرد کے دہات مین بندھی ہوئی تھی - ایسا جیالا انچھلا
سپاہی دیکھا ہی نہین -

ایک دفعہ اسکے قصبہ مین ایک شیر جنگل سے بھٹک کے آگیا - اور کئی آدمیون کو
زخمی کرڈالا - شیخ کو اسوقت خبر ہوئی جب لوگون نے شیر کا کام تمام کردیا تھا -
مگر اس بہادر کو اسوقت جوش اور غصہ آیا کہ میان گھر ہی مین چھوڑ دی - اور تلوار
سوت کے لپکا - شیر کی نعش مارے تلوارون کے چورنگ بنا دی تب اسکا غصہ
جلاپا ٹھنڈا ہوا -

شیخ کی غیوری کا کچھ ٹھکانا نہ تھا - فاقہ کی حالت مین بھی کسی سے سوال کرنا اسکے
لیے موت تھی - اہل جیران اسکی مصیبت مین کبھی شریک ہوجاتے تو اسپر لاکھون
گھڑے پانی پڑجاتا - اور مارے غیرت کے جسطرح ممکن ہوتا - وہ اس
احسان کا بدلا ضرور کردیتا - اسکا چھوٹا بچہ جاتا رہا - اہل محلہ مخصوص ہمسایہ
کے لوگ شریک ہوے - اور معمولی طور پر کفن دفن سے فراغت ہوگئی - اب
شیخ کو فکر ہوئی کہ کسی طرح پڑوسی کا احسان اترے مگر اتفاق سے جلد کوئی
موقع نہ ملا - مدت کے بعد ایک بڑھیا چل بسی - شیخ سویرے ہی دروازہ پر
پہونچ گئے اور کمال کشادہ پیشانی سے شریک رہے جب سب باتون سے
فراغت ہوگئی - شیخ نے بڑے ناز کے ساتھ صاحب میت سے کہا کہ بھائی آج
اللہ نے مجھے سرخرو کیا اور تمہارا احسان سرسے اترا - آیندہ بھی ضرورت
ہو تو مجھے ضرور خبر کرنا -

جن دنون شیخ سفر غربت مین تھا ایک دن ایک گانون مین پہونچا وہان
نہ دکان تھی نہ مسافرخانہ - نہ سرا - اور کسی سے جان نہ پہچان مگر گانون کے
زمیندار نے اسکو کمال منت سے اپنے گھر لیجا کے کھانا کھلایا شیخ نے بتقاضاے
انسانیت کھانا تو منظور کرلیا - لیکن اسکے دروازے پر سونے کے لیے محض
غیرت کی وجہ سے کسی طرح گوارا نہ کیا - اور میدان مین ایک املی کے درخت
پر چڑھ کے رات بسر کردی صبح کو اپنے میزبان کا شکریہ ادا کیا اور چلدیا -

بارھوان باب

شیخ کی علمیت اور شاعری۔ اور دیگر فنون

شیخ کی تعلیم کا حال ہم اُسکی ابتدائی عمر کے حالات مین لکھ چکے ہین۔ مگر وہ صرف رسمی بات تھی کہ اُسکے باپ نے زبردستی اُسکو پڑھوایا۔ پھر اچھا کیا۔ درحقیقت اُسکی استعداد علمی بہت کم تھی مگر وہ خداداد قابلیت جو فطرتاً اُسکی ذات مین ودیعت کی گئی تھی اُسکے سامنے رسمی علوم کی نہ حقیقت تھی نہ ضرورت۔ اُسکا جی حساب مین کبھی نہ لگا۔ گویا اُسے طبعی نفرت تھی گو وہ سو تک گنتی بے تکلف جانتا تھا۔ مگر اپنی ایجاد و اختراع کو اُسنے کبھی ہاتھ سے نہین جانے دیا یعنے بیس تک تو وہ فرفر گن جاتا اُسکے آگے اکیس کے عوض بیس پر ایک بیس پر دو اسی طرح بیس پر نو کے بعد وہ تیس کہتا۔ اور تیس پر نو کے بعد بجائے چالیس کے دو بیس اور ساٹھ کو تین بیس۔ اسی کو چار بیس۔ اسکے بعد پورے سو اور پھر سو پر دس یا بیس اسی طرح شمار کرتا۔ مگر حق یہ ہے کہ اس فن مین اسنے مطلق بے توجہی کی اس لیے ہم کوئی فیصلہ نہین کر سکتے۔

فن انشا مین اُسکی لیاقت کا حال معلوم نہین۔ اُسوقت ڈاک کی یہ آسانیان تو موجود نہ تھین اسلیے خط لکھنے کا موقع کم ہوا۔ البتہ وہ کچھ علمی مسائل یا حکمت کے معرکہ آرا مباحث لکھ دیا کرتا تھا جسکو زمانہ نے مٹا ڈالا پھر کیونکر اندازہ کیا جاے کہ اُسکی فصاحت و بلاغت کا کیا رتبہ تھا۔

نظم مین البتہ اُسکو زیادہ دلچسپی تھی اور شعر خوب کہتا تھا۔ اُسوقت کی زبان تو نہ تھی خاص دربار شاہی مین فارسی بولی جاتی تھی عوام بھاکا ملی ہوئی بولی بولتے تھے۔ اس لیے اُسکی شاعری مین ان دونون خصوصیتون کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور یہ صنعت سب سے زیادہ مشکل ہے۔ جب شاہزادہ سلیم کی شادی نواب جودھ بائی مہاراجہ بھگوانداس راجہ جودھپور کی بیٹی سے ہوئی ہے دربار اکبری کے شعرا نے بڑے صنائع و بدائع کے قصیدے۔ مبارکباد مین۔ سہرے وغیرہ لکھے شیخ صاحب نے بھی یہ مبارک ع۔

ہمیشہ دلبرے سوجان مبارک باشد

لکھ کے پیش کی - اکبر نے اسکو اسقدر پسند کیا کہ اُسی وقت نور بائی رقاصہ خاص کو
یاد کرائی گئی - اور عین نکاح کے بعد بزم طوی مین گائی گئی - اسکی خوبی اُسکی مقبولیت
ہی سے ظاہر ہے کہ آجتک جشنون مین ضرور گائی جاتی ہے ہزار روپیہ روز کا طائفہ بھی
اس مبارکباد کو ضرور گائیگا - تذکرہ نگارون کو اختلاف ہے کہ یہ شعر ؎

ضمنا ضمنی بہم آوتے ہین
تو جھپیر اٹھانے کو کم آوتے ہین

شیخ جلی کا ہے - یا لال جھکڑ کا - مولانا غلام علی آزاد بلگرامی تو خزانہ عامرہ مین شیخ جلی ہی کا
ثابت کرتے ہین - مگر صاحب آتشکدہ لال جھکڑ کے طرفدار ہین اور حضرت آزاد
سے مین متفق ہون کیونکہ ایسی سلاست اور برجستگی نشست الفاظ - طرز ادا حضرت
شیخ کا خاص حصہ ہے - افسوس ناقدردانی زمانہ نے جہان اور ہزارون گنج شائگان
خاک مین ملا دیے - اسی طرح شیخ کا دیوان اور دوسرا کلام یعنے یہ بے بہا
لعل و گہر اُسکے ساتھ ہی زمانہ سے ناپید ہو گئے - چند اشعار متفرق طور پر
جو زبان زد خاص و عام ہین درج کیے جاتے ہین - ہمنے انتخاب کو دخل نہین دیا ہے

؎ اکہتر بہتر تہتر چوہتر	پچھتر چھہتر ستہتر اٹھتر
؎ حسین آباد بنا جسکے نمودار ہوا	گلشن ذرا ایسا کہ بادشاہ کا نام ہوا
؎ آغا تقی کے باغ مین ایک توپ پکڑی ہے	بندر کی شکل ہو کے مچھندر سی لڑتی ہے
؎ آغا تقی کے باغ مین گچھا انار کا	چھاتی پتنگ کے مر گیا لونڈا انسار کا
؎ چندا ماموں آجا آجا آجا	دھا جا دھیا جا سونے کا ٹکہ دیجا
اگر ہم باغبان ہوتے تو گلشن کو لٹا دیتے	اگر ہم پتنگ ہوتے لگا کر پیچ عشق کا فلک پر کٹا دیتے
؎ زلف اُس مکھڑے پہ اسطرح سی لہرا رہی ہے	بھینس جسطرح سی کونڈی مین کھلی کھا رہی ہے

موسیقی مین شیخ کا وہی پایہ ہے جو بغداد مین اسحق موصلی کا تھا - ڈفلی اور
ڈفالیون کا ربانہ آپ ہی کے ایجاد سے ہے - کنکڑی جو سرکیون کی
بنا کے نیچے بجایا کرتے ہین - اسکے اختراع کا فخر بھی اسی یگانہ روز کو حاصل
ہے حضرت امیر خسرو نے اسی کو دیکھ کے ستار بنایا - سچ تو یہ ہے کہ خسرو کا ستار

شیخ کی کنگڑی کا ہمیشہ ممنون رہے گا - ایجاد کا حق کبھی زائل نہین ہوتا اور
موجد کی دماغی قوت ہر زمانہ مین قابل احسان سمجھی جاے گی - میرے نزدیک
ڈیوٹ کا موجد اور چرخہ کا بانی صدہا قطع کے لیمپون اور ہزارہا شکل کی مشینون
کے بنانے والون سے بدرجہا قابل عزت ہین کہ اُنھون نے ایک صورت
قائم کی - اب تم تکلفات سے جو چاہو کرلو - شیخ خوش گلو ہو
یا نہ ہو کیونکہ ہم نے اُسکا گانا نہین سُنا - مگر اصول موسیقی کا بہت بڑا ماہر تھا
گدھے کی نہیق مین وہ ہمیشہ تال سم قائم کرلیا کرتا تھا اور زیروبم اسی سے
اُسنے حاصل کیا - نکھاو اور پنجم کے سرون مین ایسے جوڑ لگائے کہ اچھے
اچھے کلاونت کان پکڑتے ہین - ٹھیکہ پر سم اور دون مین گنگڑی اسی کی ایجاد
ہے - سارنگ وہ آدھی رات کو اور بھاگ دوپہر کو اسطرح چھیڑتا کہ بے وقت
کی راگنی کا الزام ممکن نہین اُسپر کوئی لگا سکے - دیپک عمر بھر مین ایک
دن جب وہ سفر مین تھا گائی تھی - آج تک مہابن مین آگ لگی ہوئی
ہے مشہور راگنیون کے علاوہ اپنی اختراعی راگنیان خوب ادا کرتا تھا -
مثلاً ایک دُھن اُسنے صوت انکمیر نکالی تھی اسمین ایسے ایسے لہرے
نکالے کہ آجتک نام ہے - اُسکا قول تھا کہ حنجرہ سے جو آواز نکلسکتی ہو
وہ لے مین ڈوبی ہوتی ہے خواہ کسی کی ہو - طبلہ مین ٹکڑے بجانا تو اُسکے
بائین ہاتھ کا کھیل تھا - جوتا ایسا بجایا کہ منے خان اُسکا نام لے کے
کان پکڑتا ہے - نغمۃ البعیر اسکا رسالہ اس فن موسیقی مین بہت مشہور ہی
اُسمین تھاپ پر سم کھانے کی ایسی باریک باتین بتائی ہین کہ سمجھنا دشوار ہی -
اکبری دربار مین اس فن کے صلہ مین اُسکو اتنا کچھ ملا کہ اسحق کو مامون رشید
نے بھی نہ دیا ہوگا -

علم ہیئت مین بھی اُسکو کسی قدر ملکہ تھا - دربار اکبری مین ایک حکیم نے
بڑا سا برنجی کرہ پیش کیا جو نہایت عجیب وغریب تھا - مگر شیخ نے اُسی وقت
ایک زبردست غلطی ثابت کردی - اُس برنجی کرہ مین درجون
اور دقیقون کے خطوط مرکز سے قطر کی تقسیم کے لیے برابر کھچے تھے - ثابت

یہ کیا جاتا تھا کہ زمین گول ہی اور خط استوا کے دو جانب قطبین کی طرف اوسکو تدریج تدوریہ ہوتی جاتی ہے۔ شیخ نے اعتراض کیا کہ زمین گول کیونکر ہو سکتی ہے اگر گول ہوتی ایک آدمی یا ایک چیز اُسپر قائم نہ رہ سکتی۔ ادھر ادھر ڈھلکتی پھرتی گویے پر کہین ٹھہرا جاتا ہے۔ قطع نظر اسکے سارے دریا سمندر اسی زمین پر جاری ہین اگر زمین گول ہوتی تو تمام زمین پر پانی پھیل جاتا گولا آپ ہی ڈبکیان کھاتا پھرتا یہ کیسی بدعقلی کی باتین ہین۔

شیخ باجرے کا ملیدہ اتنا خوش ذائقہ اور لطیف بناتا تھا کہ حلوائے مسقطی اور نان بشیر کی حقیقت نہ تھی۔ دوسرے کھانے بھی وہ پکا لیتا تھا اور اچھے پکاتا تھا۔ مگر ماش کی دال مین بتھوے کا ساگ اسکے واسطے مخصوص تھا کھیری بغیر ادھن کے اپنے کبھی نہین پکائی اور نہ ارہر کی دال بغیر پالک کے ساگ کے اُسکو اچھی معلوم ہوئی۔ کیری کی چٹنی اور املی کا کچھا بہت ہی لذیذ اور چٹ پٹا بناتا تھا۔ کچے کیتھے کو نمک کے ساتھ کھاتا اُسی کی ایجاد ہی۔ جنگلی بیرون کو جوش دے کے وہ ایک قسم کی شراب بناتا تھا۔ جسکا نام شراب الصالحین ہے۔

شیخ نہایت سادہ مزاج تھا اسکو ہلکے ہلکے صوفیانہ رنگ بہت پسند تھے ملتانی مٹی مین وہ ہمیشہ اپنی لنگی اور چادرہ بہت ہی تکلف کے ساتھ رنگ لیا کرتا تھا۔ ببول کی چھال کا رنگ کاٹ کے وہ ایسا پائدار رنگ رنگتا تھا کہ کپڑا پھٹ جائے مگر رنگ نہ جائے۔ ایک بار اُسکے یہان ایک بکری بیمار ہو گئی جسکو ذبح کرنے کے بغیر چارہ نہ تھا۔ شیخ کو خون دیکھ کے اُسکا شوخ رنگ ایسا پسند آیا کہ اپنا کرتہ پاجامہ دونون اسمین رنگ لیے گوالیار کے اکثر رنگ اُسی کی ایجاد سے ہین۔

حقائق اشیا کا ماہر اتنا بڑا کوئی ہوا ہی۔ غلہ کے تمام اقسام کو وہ بلا تردد پہچان لیتا تھا۔ اور سب کے نام اُسکو حفظ تھے۔ انکی ترکیب استعمال مین بھی اُسنے کبھی غلطی نہین کی۔ مثلاً گیہون وہ ہمیشہ پسوا لیا کرتا تھا۔ چنون کو بھون کے کھانے کی ترکیب اُسنے نکالی۔ تانبے پیتل لوہے کو وہ الگ الگ تمیز کر لیا کرتا تھا۔ اور انکے رنگ صاف

بتا دیتا تھا ۔ معدنی اشیا کو ہمیشہ فلزی چیزون سے برابر تبادلہ کر لینے مین اوسکو
اہتمام رہا سوائے چاندی کے متعلق اُسکو یہ بحث تھی کہ صرف رنگ کے
فرق سے کیون قیمت مین تفاوت ہے اس کے متعلق دربار اکبری سے زیادہ امتحان
کا کون میدان تھا ۔ وہان جب اوسنے مناظرہ کیا ہے تو کسی کو جواب دینے
کی مجال نہ تھی ۔ اور وہ اس بات پر اڑا رہا کہ صرف ایک ذہنی فرق پر
ایک چیز کو کم حقیقت دوسری کو گران قیمت کیون قرار دیا ہے ۔ چنانچہ اسی بنا پر
اُسنے بارہا اشرفی کو روپے کے ساتھ برابر برابر تبدیل کرا لیا اور صرّاف کو ماننا
ہی پڑا ۔

منطق الطیر مین بھی اُسکو کچھ ملکہ تھا ۔ سویرے سویرے کوے کے بولنے پر وہ
دن بھر مہمان کا انتظار کرتا رہتا ۔ صبح کو مرغ بولتے ہی وہ سمجھ جاتا کہ تڑکا ہو گیا مرغیون
کے کڑکڑانے کے ساتھ ہی وہ بیوی کو بتا دیتا کہ اب انڈے دینگی گھر کے
پلے ہوے طوطے کی بولی وہ بہت ہی جلد اور صفائی کے ساتھ سمجھ جاتا تھا اور
گھرملیون اُنکی لغت مین باتین کیا کرتا ۔

اسی طرح اور جانورون کی زبان جانتا تھا گھر کی بکریان جب رات کو غیر معمولی
طور پر پکارتین وہ کہدیتا کہ بھیڑیا لگتا آیا ہے ۔ جب بکری باہر سے چر کے
آتی اور بچہ پکارتا تو وہ ہنس کے بیوی کو بتا دیتا تھا کہ دیکھو یہ دودھ مانگتا ہے
اور ماں بھی اُسکا جواب دے رہی ہے کہ ٹھہر جا بلاتی ہون ۔ کتون کی بات چیت
چورون کے آنے پر اُسے برابر معلوم ہو جاتی اور بے تحاشا وہ پڑوسیون کو پکار کے
اس خطرے سے آگاہ کر دیتا تھا ۔ گھوڑا اُسنے پالا ہی نہین ۔ مگر سرائے وغیرہ
مین کسی کا گھوڑا رات کو ہنہنایا کہ اُسنے بھٹیاری یا سائیس کو ڈانٹا کہ گھاس
مانگتا ہے گھاس ۔

بیل اُسکے گھر مین جبتک رہے وہ انکی منطق ہی مین اُنسے بات چیت کیا
کرتا ۔ مثلاً بیل کو دھیما اور قابو مین کرنے کے لیے وہ ایک خاص آواز
اور ادا سے چمکارتا اور وہ فوراً مان جاتا ۔ یا چلنے کے لیے جو الفاظ بیل کی
زبان مین متعین تھے شیخ وہی لفظ بولا کرتا اور بیل چل پڑتا ۔ پانی پیتا

باتین اور بھی کچھ تھین جس سے بیل فوراً متوجہ ہو جاتا اور گھٹ گھٹ پانی پی لیتا۔

بھینس کی آواز چونکہ زیادہ سُریلی اور خوش ہوتی ہے شیخ کو بہت مرغوب تھی خصوص جب وہ اپنے بچے سے دُلار کی باتین کرتی تو شیخ زیادہ متوجہ ہو کے سنتا۔ اور خود زباندان تھا۔ اسکو لطف بھی بہت ملتا اور ہنسا کرتا۔

ہاتھی اکبر آباد مین بارہا دیکھا اور تمام ارکین سلطنت اُسکے یار تھے سب نے اسکو چڑھنے پر مجبور کیا۔ مگر وہ دانشمند ایسی جو کھم مین پڑنا پسند نہ کرتا تھا کہ ایک چلتے پہاڑ بیٹھ کے اپنی تشہیر کرائے اس لیے کبھی ہامی نہ بھری۔ اور دور ہی سے اس کالی بلا کو سلام کیا۔ مگر زبان اسکی بھی جانتا تھا۔ اور اس فرق سے ساتھ کہ افریقہ کے ہاتھی عربی بولتے ہین اور جنگلی بن کے بھاکا۔ اسکا ثبوت اسطرح ہوا کہ ایک افریقہ کا دوسرا جنگلی بن کا ہاتھی دونون ایک مقام پر موجود تھے پہلے ہاتھی سے فیلبان نے کہا میل میل۔ اور ہاتھی فوراً بڑھ گیا۔ شیخ نے تڑسے بتا دیا کہ یہ عربی سمجھتا ہے۔ میل اور مائل ایک ہی مادہ سے ہین۔ فیلبان نے آگے بڑھنے کو کہا وہ چل نکلا۔ دوسرے ہاتھی کو دھت دھت کہا گیا وہ پیچھے ہٹا۔ شیخ نے بتایا کہ دھت کلمہ زجر کا ہے اور ہاتھی سمجھ گیا کہ مجھپر ملامت ہوتی ہے وہ ہٹ گیا۔

بندر سے وہ بہت خفا رہتا کیونکہ اسکی متانت کو اس مسخرے کی بیہودگیون اور شرارتون سے کوئی مناسبت ہی نہ تھی اکبر آباد کے سفر مین جب اسکا گذر بندرابن ہوا چاہا راستہ ہی چھوڑ دین اور باہر باہر نکل جائین۔ چنانچہ اُس نے جہان سے سُنا تھا کہ آگے بندرابن ہے وہ وہین سے کترا گیا اور داہنے ہاتھ کو مڑ کے ایک طرف چل نکلا۔ شام تک چلا اور کچھ اس ترکیب سے چلا کہ جہان سے مڑا تھا اور جہان شام کو پہونچا نیم دائرہ کی شکل مین راستہ قطع کیا۔ اور جب بستی مین پہونچ کے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ بندرابن ہے۔ لاحول ولا قوۃ یہ تو کچھ نہ ہوا۔ خیر رات کو سرا مین سو رہا صبح کو اُٹھا تو پہلے سامنے پھر بل پر ایک خفادری بندر ہی پر نظر پڑی اور اسنے وہین سے شیخ کو گھورا یہ منھ پھیر لکے

پلٹتے ہی تھے کہ اپنی کوٹھری کے سائبان پر دس پانچ دھوپ کھاتے نظر پڑے
آپ بہت چکرائے مگر خواس تو اُسکے کبھی جاتے نہ تھے کوٹھری مین پلٹ کے
چارپائی پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا - ہزارون ترکیبین ذہن مین آئین مگر سب
بیکار - آخر ایک بات سوجھ گئی اور شیخ نے فوراً بھٹیارے کو بلا کے حکم دیا کہ
ہمارے لیے جو کھانا پکے وہ دو آدمی کا ہو - بھٹیاری نے تعمیل کی اور جلد جلد
کھانا تیار کردیا - جبتک شیخ اندر ہی بیٹھا رہا - کھانا پک کے آیا تو بندر پیچھے
پیچھے وہ تو سمجھ ہی گئے تھے آج پڑلیے یہاگو ان کا منھ دیکھا ہے دعوت کھینچ کے
غرض شیخ ایک طرف سائبان مین کھانا رکھوا کے پھرتی کے ساتھ کوٹھری سے
باہر ہوگیا اور آناً فاناً سرائے نکل کے یہ جا وہ جا - اپنا راستہ لیا - بند کھانے
مین ایسے مصروف ہوے کہ شیخ کا شکریہ تک نہ ادا کرسکے -

تیرھوان باب

چند نکتے اور بس

(اعتبار) شیخ کے گھر کسی نے لکھ بھیجا کہ شیخ کا انتقال ہوگیا بیوی بیچاری بہت
روئی چوڑیان ٹھنڈی کر ڈالین - نتھ بڑھادی - رنڈ سالے کا جوڑا پہنا - سب
رسوم سے فراغت کے بعد اکبرآباد کو قاصد روانہ کیا یہان پہونچا تو شیخ کو
صحیح و سالم ہٹا کٹا پایا اور سارا ماجرا بیان کیا - شیخ زار و قطار رونے لگا ملا دوپیازہ
نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہے آپ نے فرمایا بیوی بیوہ ہوگئین ملا صاحب نے
کہا تم زندہ بیٹھے ہو بیوہ کیسے ہوگئین - شیخ نے فرمایا ہون کیا مین یہ نہین جانتا
مگر یہ آدمی بڑا معتبر ہے -

(وکیل قطبی) فیضی نے شیخ سے پوچھا کہ بتائیے تو سہی پہلے انڈا پیدا ہوا یا
مرغی - شیخ نے ذرا سوچ کے اس مشکل مسئلہ کا چار طرح جواب دیا -

(۱) انڈے سے مرغی پہلے پیدا ہوئی اور مرغی سے انڈا -

(۲) مرغی سے انڈا ہوا اور انڈے سے مرغی -

(۳) انڈا مرغی سے پہلے ہی کیونکہ انڈے سے مرغی نکلتی ہے -

(۴) مرغی پہلے تھی کیونکہ اُس سے انڈا ہوتا ہے۔

محنت کم فائدہ زیادہ | یورپ میں آج جو ہنرمندیاں پائی جاتی ہیں اور وہاں کے دانشمندوں کی طباعی سے مشینوں کے ذریعہ سے ایک میں دو دو چار کام لیے ہیں۔ اس اصول سے شیخ بےخبر نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ کھیتی کی ترتیب ابھی تو ضرور ہے۔ مگر یہ دقت ہے کہ چاول دال ملانا پڑتے ہیں۔ اس پیچ میں نے سوچا ہے کہ ایسی ترکیب کیجائے کہ کھچڑی ہی کھیت میں پیدا ہو۔ بیوی نے اور شیخ نے چاول اور دال ملا کے تخم ریزی کردی۔ مگر اتفاق سے اُس سال پانی نہ برسا اور روئیدگی معلق نہ ہوئی ورنہ کامیابی میں کیا شبہ تھا۔

رحم | شیخ کے باپ کے وقت کی ایک گھوڑی تھی۔ چونکہ وہ باپ کی نشانی تھی اسکو بہت پیار سے رکھتے۔ اور دانہ چارہ خود ہی دیتے۔ ایک بار جنگل کو لے گئے اور گھاس چھیل کے گٹھا باندھا۔ پہلے گھوڑی پر رکھا اور خود بھی سوار ہونے کو تھے۔ خیال آگیا اسپر بوجھ ہو جائے گا لہذا گٹھا تو اپنے سر پر رکھا آپ گھوڑی پر لد لیئے۔ اسطرح بوجھ تقسیم ہوگیا اور گھوڑی کو تکلیف نہ ہوئی۔

قومی جوش | شہنشاہ اکبر ایک روز بیربل کو حسب معمول قومی فضیلت کے بارے میں چھیڑ رہے تھے۔ بیربل نے عرض کیا۔ خداوند ہندوؤں کو ہر طرح اولیت اور فضیلت حاصل ہے یعنی ایک نظیر یہ ہے کہ ہندو کا پہلے اور مسلمان کا بعد نام لیا جاتا ہے یعنی ہندو مسلمان۔ شیخ کسی اور کام میں راجہ ٹوڈرمل کے پاس موجود تھے۔ یہ آواز جو کان میں پہونچی وہیں سے بول اُٹھے۔ جہاں پناہ پیچھے چور رہے مرد۔

سادگی | علامہ ابوالفضل نے ہنس کے شیخ سے کہا کہ یہ بات آجتک سمجھ میں نہ آئی کہ آخر تعالیٰ جیسا شہنشاہ بلند رتبہ روزی پہنچاتا ہے شیخ نے کہا آپ اسی کو نہیں سمجھتے ہیں۔ ہمارے قصبہ میں شہد کا عام ہیشہ بدلی میں آیا کرتا ہے۔

اپنی عزت اپنے ہاتھ راجہ بھگوانداس والی جیلمیر کے بیٹے کے جنیو کی رسم مین بڑا جلسہ اکبر آباد مین ہوا تھا۔ مُنی بائی طوائف کا مجرا ہو رہا تھا۔ کسی حریف کے اشارہ سے اُسنے یہ شعر گایا۔ اور شیخ کی طرف ہاتھ اُٹھا کے بتایا ؎

ریش سفید شیخ پر ہرگز نہ جائیو
اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح

شیخ نے جھپٹ کے ایک طمانچہ اس زور سے رنڈی کے مارا کہ سارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔

خاموشی اور حفظ لسان شیخ کبھی بے موقع بات نہ کرتا۔ اور خاموشی کے فوائد سے پورا آگاہ تھا۔ وہ ایکبار سخت علیل ہوا اور جان پر نوبت آ گئی۔ شہنشاہ اکبر نے اپنے خاص طبیب مہاراج اندرمان ویدانت برہمن کو علاج کے لیے بھیجا شیخ سے حال پوچھا۔ اُسنے مطلق جواب نہ دیا۔ بڑی سرکھپی کے بعد ارشاد ہوا۔ بیمار ہون مگر نہ بیمار کا حال کہا نہ اسکے اسباب۔ طبیب نے اپنی اٹکل سے نسخہ لکھدیا اور چلا آیا اسطرح اسکے گھر مین آگ لگی۔ نوکر چاکر باہر تھے۔ شیخ صحن مین ٹہلا کیا سب جل کے خاک ہو گیا مگر اُسنے بے فائدہ بات ناپسند کی۔

جھوٹ کی برداشت نہین شیخ کی بستی مین دوسری جگہ سے ایک برات آئی اور اُسکے دروازہ کے سامنے سے نکلی وہ متین تو تھا مگر شوقین۔ لڑکیان اور خود اسکی بیوی کوٹھے پر چڑھ گئین۔ شیخ کا بھی جی چاہا۔ مگر دروازہ پر کھڑے ہو کے دیکھنا خلاف تہذیب اور کسر شان سمجھ کے وہ بھی کوٹھے پر پہونچا۔ منظور یہ تھا کہ یہان بھی کوئی پہچانے نہین۔ اسلیے لال دوپٹہ اوڑھ کے عورتون مین ملگیا۔ اور برات دیکھنے لگا۔ بندہ بشر ہی چہرہ چھپانا بھول گیا۔ ایک شریر لڑکے کی نظر پڑ گئی اُسنے پھر اکے دوسرے لڑکے سے کہا "ارے غضب داڑھی مونچھون والی عورت" اور شیخ کیطرف اشارہ کیا۔ اس جھوٹ اور اتہام پر شیخ کے آگ لگ گئی مگر پھر بھی تہذیب کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور دوپٹہ اُتار کے کہا۔ عورت آپکی والدہ ہونگی ہمتو مرد ہین۔

دور اندیشی میرزا شاہ نواز بیگ قاقشال جب اکبر کی طرف سے ابراہیم عادل شاہ کے پاس سفارت پر گیا۔ ابراہیم نے اکبر اعظم کے لیے بہت سے تحفے دیے اُنمین

تمباکو کا بھی ایک ڈبہ تھا - یہ نئی چیز جب دربار اکبری مین پہونچی اکسیر بڑے مباحثے
ہوے - آخر خاص طبیب شاہی شفاء الملک کے امتحان اور مغور سے
کے بعد تمباکو حقے مین بھر اگیا اور سر دربار اکبر کے سامنے پیش ہوا - شیخ نے اسکے
پینے سے بے محابا اختلاف کیا - اور وجہ یہ بیان کی کہ چلم سے جسطرح دھوان کھچ کے
منھ مین پہونچتا ہی - اگر کوئی چنگاری پیٹ مین اُتر جاے تو غضب ہی ہوجاے -

فن تعمیر کا کمال | نواب بیرم خان نے مسجد بنوائی - جب اُسکے مینار اونچے
ہونے لگے - شیخ نے راے دی کہ اسطرح مینار ٹیڑھے بننے کا احتمال ہی پہلے
دو گہرے کنوؤن مین اینٹ چونا خوب بھر دیا جاے جب سوکھ جاے مینار
بنے بنائے نکل آئینگے - وہی کھڑے کردیے جائین -

تمیز بذ دقات | حکیم افراطونس یونانی کا قصہ شیخ کے سامنے الہ وردی خان نے
بیان کیا کہ ایک سو ایک ادویہ کی مرکب معجون کو اُسنے چکھ کے سب دواؤن کے
نام بتا دیے تھے - شیخ نے ہنس کے فرمایا - یہ کونسی بڑی بات ہی ہم ہمیشہ باجرے کا
ملیدہ اور بیسن کی کڑھی کھاکے بتا دیا کرتے ہین کہ ایک مین گڑ ملا ہوا ہے
دوسرے مین نمک - مرچ - ہلدی - پیاز - اور میتھی کا بگھار بھی ہی بغیر چکھے وہ حکیم
بتا دیتا تو اک بات بھی تھی

بشپ انڈریو سے انگریزی سیکھی | اکبر کے دربار مین پرتگیزون کا سفیر رہتا ہی تھا
اسی کی وساطت سے انگلستان کے لاٹ پادری بشپ انڈر کو بھی حضوری حاصل
ہوئی - یہ بڑے لائق اور ملنسار تھے - فیضی نے اسی سے انگریزی زبان سیکھی
چونکہ شیخ اکثر فیضی کے یہان جایا کرتا تھا فیضی کو انگریزی پڑھتے دیکھ کے
آپ کو بھی شوق چرایا مگر ضد یہ کہ شاگردی کا ننگ کون گوارا کرے - شیخ کی
ذہانت مسلم ہے اسنے فیضی کے سبق سُننا شروع کیے اور آپ سے انہین
جوڑ لگا کے انگریزی الفاظ یاد کرلیے - یہ مشہور شعر ؎

اے نامے تو ژرد کرسٹو   سبحانک لا الہ یا ہو

فیضی کے نام سے مشہور ہے مگر تذکرون سے ثابت ہے کہ شیخ نے اپنی
انگوٹھی دانی کے اظہار مین کہا تھا -

پرتگیزی سفیر کو زک ڈیوزنڈ شیوری - پرتگیزون کا سفیر نہایت متکبر و تھا مگر اکبر کے
جبروت کے سامنے اسکی نخوت کیا چل سکتی تھی - تاہم اہل دربار اسکی رعونت
کے چرچے کیا کرتے تھے - شیخ کو بھی یہ حال معلوم تھا مگر کبھی اس سے بات نہین
کرتے تھے - نواب بیرم خان نے ایک دن شیخ کو اشارہ کر دیا کہ آج اس نصرانی
کی آپ خبر لیجیے - یہ بہت بڑھ چلا ہے - فوراً ہی اسکے خیال مین ایک بات
آ گئی اور آپ مستعد ہو گئے - آج ڈیوزنڈ جسوقت دربار پہونچا شیخ نے اپنی جگہ
چھوڑ دی اور کسی حیلہ سے سفیر صاحب کی کرسی کے پیچھے کھڑے ہو گئے - وہ
آداب گاہ مین پہونچ کے مجرا اور ڈنڈوت بجا لایا - اور ادب سے پچھلے پاؤن ہٹتا
ہوا اپنی کرسی کے قریب پہونچا - بیٹھنے کے لیے جھکا کہ شیخ نے پیچھے سے کرسی
گھسیٹ لی اور سفیر صاحب اننا چت -

موسیو بارلو دنیو فرانسیسی سے یارانہ شیخ کو تمام اہل دربار مین موسیو بارلو دنیو
ایک فرانسیسی ملک التجار سے نہایت تعلق اور محبت تھی بارلو بڑا ظریف
اور شیخ کی ظرافت کو اس سے زیادہ کوئی نہین پسند کرتا تھا اور بڑی وجہ
شیخ کو اسکے ساتھ یارانہ کی یہ تھی کہ وہ فرانس کے سنگھاڑے - اور رکھ کھین
ہمیشہ شیخ کو بکھرایا کرتا تھا مگر شیخ نے اپنے یار کو کبھی نہ چھوڑا اور ایک دن بھرے
دربار مین اسکی بری گت بنائی واقعہ یہ ہے کہ موسیو بارلو اکبر کے لیے فرانس کی
بنی ہوئی سنہری لیس کٹھل کا مربہ - اندرسے گولیان - لونگ چڑے کباب
اور مٹر کے گدگدے - تحفہ مین لایا تھا - اکبر اعظم جسقدر عظیم الشان شہنشاہ تھا
اتنا خلیق الاخلاق عمیم الاحسان بھی تھا - اسنے سب چیزین بکشادہ پیشانی قبول
کین اور مربہ کی ایک ایک قاش تھوڑے تھوڑے گدگدے درباریون کو
تقسیم کیے - شیخ جلی اپنا حصہ لے کے وہین نوش جان کرنے لگے موسیو بارلو نے
چپکے سے کہا مرد خدا ہمکو بھی دو - شیخ نے مربہ کی قاش اسکی طرف بڑھائی اسکے
ہاتھ ٹیکے ہوے تھے کہا منھ مین دیدو - شیخ اسکے منھ کے پاس لے گیا اسنے منھ
پھیلایا کہ شیخ نے جھپٹ کے اپنے منھ مین قاش رکھ لی -

دفع مچھر کی تدبیر شیخ کی چارپائی مین بکثرت کھٹمل پیدا ہو گئے - گرم پانی کی

معمولی ترکیب پر اسکی طبیعت نہ لڑی - نہ کچھ مفید سمجھی مگر کھٹمل ہین کہ سارا خون چوسے
لیتے ہین - شیخ نے ایک دن ذرا غور کیا - اور ایک ترکیب سمجھ مین آگئی -
چار تولہ سنکھیا خرید لایا - اور باریک پیس کے سوتے وقت تمام جسم مین اسکا
اُبٹن مل لیا - اب کاٹو -

بدلا شیخ مبارک کے مرنے پر فیضی اور ابوالفضل نے حسب آئین اکبری بھنڈارا
کیا اور داڑھی مونچھین منڈوا ڈالین - دونون بھائیونکا تقرب اور اکبر اعظم کی مرضی سے
اہل دربار کو بھی ڈاڑھی مونچھ منڈوانی پڑی - شیخ بھی انہین شریک تھے - مولانا
عبدالقادر بدایونی - اور صدر جہان وغیرہ علما نے البتہ مطلق انکار کیا
خیر بات گئی گذری ہوئی - مگر شیخ کو اسکا خیال ضرور رہا - سال بھر کے بعد
شیخ کی گائے مرگئی - اور آپ نے اپنی داڑھی مونچھ کا صفایا کیا سو کیا ہی
فیضی اور ابوالفضل کے بھی سر ہوگئے کہ ہم نے تمہارے باپ کے
سوگ مین بھنڈار کیا تھا - تم ہماری گئو ماتا کا بھنڈار کیون نہین کرتے
ہرچند دونون بھائیون نے فلسفہ بگھارا اور حکمت کے سارے رموز کھول کے
بیسیون دلیلین کین - مگر میرے شیر نے ایک نہ مانی - آخر اکبر تک یہ قصہ
پہونچا - اور راجہ بیربل دیوان ٹوڈرمل مہاراجہ مان سنگھ کچھواہہ نے تائید کی
دونون بھائیون کو مجبوراً داڑھی مونچھین گئو ماتا کے بھنڈار مین بھینٹ چڑھانا پڑین
تب جا کے شیخ سلّو نے دم لیا -

دروغ مصلحت آمیز شاہزادہ سلیم (جہانگیر) اکبر سے باغی ہوگیا - مریم مکانی
(اکبر کی مان) الہ آباد گئین کہ لاڈلے پوتے کو منا لائین - وہ خبر پاتے ہی کشتیونکے
نواڑے مین بیٹھ کے شکار کو چلدیا - مریم مکانی کو سخت رنج ہوا - اکبر کابل کی
مہم پر حکیم مرزا کے مقابلہ مین صف آرا تھا - اس خبر کو سنتے ہی بے چین ہوگیا -
ارکان دولت سے تدبیرون کے بادہوائی کبوتر اڑائے - مگر ایک نے بھی چھتری
پر پنجے نہ ٹیکے - سب مہمل - شیخ بھی ہمراہ رکاب تھے - بادشاہ کو زیادہ
متردد دیکھ کے آپنے بیڑا اٹھایا - کہ مین شہزادہ کو لے آؤنگا - اکبر نے کچھ سوار
ساتھ کیے اور شیخ جی روانہ ہوئے شہزادہ قلعہ بہار مین مقیم تھا کہ یہ پہونچ گئے

اور جاتے ہی فرزدہ سنایا کہ اکبر اعظم حکیم مرزا کے مقابلہ مین مارا گیا - چلیے تخت سلطنت آپ کے لیے خالی ہے - شہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا - اور یلغار کر کے آگرہ پہونچا - اُدھر سے اکبر بھی حکیم مرزا کی مہم فیصل کر کے آگرہ مین پہونچ گیا تھا - اس تدبیر سے باپ بیٹون مین ملاپ ہو گیا - اور شیخ کو بڑا انعام عطا ہوا -

شیطان پورہ اکبر نے آگرہ مین کسبیون کے محلہ کا نام شیطان پورہ رکھا تھا - شیخ بھی بندے تھے - اُدھر بھی کبھی کبھی ہو نکلتے - اکثر سے یاد اللہ بھی ہو گئی تھی - لینے دینے کا سبق آپ نے نہین پڑھا تھا - جہان جاتے نایکہ بڑے بڑے الی یہ سنتے اور پی جاتے - ایک دن پتلی بائی کے کمرہ پر پہونچے - پان کھائے - الائچیان چکھین - اُٹھے تھے کہ نایکہ کو زینہ پر چڑھتے دیکھا - ادھر سے یہ اترے بیچ مین ٹکر ہوئی - نایکہ ڈھلکتی پڑھکتی نیچے آ رہی - اور شیخ نے پھر منھ بیک اُسکی اوپر تھوک کے خود ہی غل مچا دیا " نایکہ جی گر گئین سر پھوٹ گیا " پتلی بائی دوڑی دیکھا تو سر لہو لہان - حالانکہ وہ حضرت شیخ کے اوگال کا رنگ تھا -

مخبری اسی شیطان پورہ مین ایک بار شیخ جی راجہ بیربل کو بھی دیکھ آئے راجہ بھی مہاتما گنوان پنڈت ہی نہ تھے - بلکہ شوقین مزاج بھی تھے - راجہ جی تو دیوی کے پوجا مین لگے ادھر شیخ بھاگے اور جاتے ہی اکبر سے جڑ دی - اکبر نے بلا کے بری گت بنائی اور بیربل کی بڑی فضیحتی ہوئی -

زنانہ بازار اکبر کی ہزارون ایجادون مین زنانہ بازار بھی تھا - امرا شرفا کی عورتین بیٹیان اس بازار مین جمع ہوتین - دوکانین لگاتین - شاہی بیگمات خان وخواتین کی مستورات سودے کرتین - خریدار بنتین - بیربل خلوت کا یار تھا - اکبر اُسے چرا چھپا کے جانے دیتا - شیخ کو خبر لگی - شوق ہوا - اور غصہ بھی آیا ہم نہ جائین بیربل جائے - دربار مین گئے تو روٹھے ہوے پھیلائے بیٹھے ہین اکبر نے پہلے خیال بھی نہ کیا - جب ذرا غور سے حضرت شیخ کیطرف دیکھا تو سمجھ گیا آج کچھ دال مین کالا ہے - پاس بلایا اُٹھے مگر کچھ بڑبڑاتے ہوے حال پوچھا تو ارشاد ہوا - بیربل تو زنانے اور ہم نہین -

دھرم پورہ سے ڈرو دھرم پورہ مین اکبر کی طرف سے ہندوون کے لیے بھوکے اشراف

سدابرت جاری تھا - برہمن دیوتا رسوئی پرستے - اور وارد وصادر - غریب غربا - ہندو - جیتے دعائین دیتے - شیخ ایک دن ادھر سے نکلے ہوئے تھے - دیکھا سنگت جی سے اور پتیلیان خالی ہو رہی ہین - مانگ کے کھاین شان کے خلاف - گائے کا ہڈا پڑا تھا اُٹھا کے سنگت مین پھینکدیا رام رام کر کے ہندو ادھر کھڑے ہوے - آپ نے ہنستے مارے پکھو چکھا کے چلتے بنے -

لطیفہ اکبر نے امرا و دربار کو چیلہ بنانا شروع کیا - بڑے بڑے گیانی پنڈت اور علماے دین بھی اسکے مرید ہوے - ڈنڈوت سجدہ - آفتاب کی پوجا سب کے لیے شرط تھی - شجرہ کیسا - اسکی جگہ بادشاہ کی تصویر دیجاتی تھی - شیخ اگرچہ ایسی تقلیدی باتون سے کوسون بھاگتے تھے مگر فیضی کا منتر چل گیا اور یہ بھی مونڈے گئے تصویر عنایت ہوئی - گھر مین رکھین تو چور لیجائین - کھو جائے - قبا مین سامنے ٹانک دی - اور جسوقت جی چاہا درشن کر لیے - ع

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

لطیفہ بادشاہ نے حکم دیا کہ بارہ مہینون کی خصوصیات قلمبند ہون - اور آئین مین داخل کیجائین بحکم - حکام میر فتح اللہ شیرازی - ابوالفضل - فیضی - راجہ ٹوڈرمل سب نے ملکے ہر مہینے کا زیچ قائم کر کے اُسکے خواص معین کیے محرم - جاندار کو نہ ستاؤ - صفر بندے آزاد کرو - اسی طرح جمادی الثانی کو قرار پایا - حمام مین نہ لاؤ - جب بادشاہ کے سامنے تعینات سنائے گئے شیخ جیلی بول اُٹھے - ”جہان پناہ کیا جیتا مار دولون“

اپنی اپنی پسند اکبر نے امرا کو کام تقسیم کیے مثلاً عبدالرحیم خانخانان - گھوڑون کی نگہداشت - راجہ ٹوڈرمل - ہاتھی اور غلہ - شریف خان بھیڑ بکری - ابوالفضل پشمینہ - غرض اسی طرح سب کے کام تھے - شیخ نے اپنی درخواست سے تمباکو کی لہرین گننے کا کام اپنے ذمہ لیا اور پورا کیا -

اطمینان بدگمان لوگ اسے بزدلی سے تعبیر کرینگے مگر ہم ایسے بیہودہ شبہے نہین کرتے - واقعہ یہ ہے کہ خانزمان علی قلی خان اور اسکا بھائی بہادر

دونون بادشاہ باغی ہوگئے - لڑائیان ہوئین رن پڑے - اور وہ قابو
مین نہ آئے - آخر جنگ مین اکبر خود معرکہ مین موجود تھا - کڑہ مانک پور پر میدان
داری تھی - پہلے تو توپ بندوق چلتے رہے - تب تک اکبر کے ہاتھی کے پیچھے
شیخ بھی ڈٹے بیٹھے - آخر دست بدست کی نوبت آئی اور جنگ مغلوبہ ہونے
لگی - ایک کو دوسرے کی خبر نہین - ہلڑ مچگیا - جب ہیرانند ہاتھی نے علی قلی خان
کو چیر کے پھینکدیا - اور بہادر خان کو شہباز خان نے گرفتار کرلیا - لڑائی تھم گئی -
میدان صاف ہوگیا - سردار اور خود بادشاہ اپنی اپنی جگہ پر پہونچے - مگر شیخ کا
پتہ نہین - زندون مردون سب مین تلاش ہوئی - ہون تو ملین - شام کو
گولہ اندازون نے توپ صاف کرلی چاہی - سمجھا ڈالتا ہی تو آگے نہین بڑھتا - اُنکو
کھینچ لیا - ساتھ ہی شیخ جی آنکھین ملتے نکل آئے - بادشاہ کے سامنے حاضر
کئے گئے حال پوچھا عرض کیا جب دست بدست لڑائی شروع ہوگئی مجھپر نیند نے
بیحد غلبہ کیا کہین جگہ نہ ملی - بادل گرج توپ مین سو رہا -

بائیسکل | آج ہر شہر مین بائیسکلون کی کثرت ہے - اسکی ایجاد کا بھی فخر شیخ جلی کو
حاصل ہے - آگرہ مین وہ اکثر ایک بانس پر سوار ہوکے پھرا کرتا تھا اور نہایت
تیز جاتا تھا - بشپ انڈریو نے اس سواری کو بہت پسند کیا - اور یورپ مین
جا کے اسکی شہرت دی - مدت تک یہی سواری وہان مستعمل رہی مگر قاعدہ ہی
ہر ایجاد مین زمانہ کی ضرورتون کے مطابق اصلاحین ہوتی رہتی ہین - رفتہ رفتہ
بانس کی ہیئت کذائی یہ قرار پائی جو آج بائیسکلون مین دیکھتے ہو - اسمین
اُسمین تھوڑا سا فرق ہے -

تثلیث کی تردید | پادری فریقون نے جب دربار اکبری مین ثالث ثلثہ پر دلیلین
قائم کین - تمام علما اہلکار دنگ ہوگئے کسی کو جواب نہ سوجھا - شیخ جی آستین چڑھاکے
سامنے آئے فرمایا - ایک تین - تین - نہ تین ایک - ہم اور تم اور یہ (فیضی
کی طرف اشارہ کیا) تین ہین اور تین ہی رہین گے - ایک ہو نہین سکتے - اسیطرح تم
اکیلے ایک ہو ہم دونون ایک ہوگئے تم نہین بن سکتے بات معقول تھی - پادری چپ در بند ہوگئے

روپیہ نہ جانے | ملادو پیازہ جب پہلی بار شیخ کو دربار مین لے گئے تو پانچ اشرفیان

انکو دین کہ بادشاہ کو نذر دکھاتا۔ آپنے نذر پیش کی۔ بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا
نذر لے۔ شیخ پیچھے ہٹا۔ اور ملا سے کہا "ارے غضب اشرفیان لے ہی مرا تھا"
خاتمہ تمام زمانہ مین شیخ کی نمود ہو رہی ہی۔ کوئی ملک ایسا نہین جہان شیخ چلی کا
نام نہ لیا جاتا ہو جب کوئی خرق العادت کام کسی شخص کے ذہن مین آتا ہے اور
اہل روزگار اسکے نتائج پر غور نہین کرتے تو بادی النظر مین اس کام کو مشکل سمجھتے
ہین اور کہتے ہین "یہ تو شیخ چلی کے منصوبے ہین" اس سے ثابت ہی کہ شیخ کی تقلید
ہمیشہ عقلاے روزگار کرتے آئے ہین اور آج بھی دنیا کے دانشمند اسکی
پیروی اپنا فخر سمجھتے ہین اور ایسے ایسے منصوبے باندھا کرتے ہین جنکی بنیاد وہ عقلمند
رکھ گیا تھا۔ اسکے نقش قدم پر چلنے والے نہ صرف ایشیا مین بلکہ یورپ مین ہزارون
لاکھون آدمی موجود ہین جنمین ممبران پارلیمنٹ سے لے کر راہ چلتے فرد بھی اسکی
پیروی اپنا فخر جانتے ہین۔ ایشیا اور بخصوص ہندوستان مین اُسکے کمالات۔
خیالات کی بہت زیادہ داد دیجاتی ہی اور قدر کیجاتی ہی۔ درحقیقت ان لوگون
کے لیے اُسنے جو راستے کھول دیے اور جو نقش قدم چھوڑ گیا ہی۔ اسکی تعریف نہین
ہو سکتی عقلمندی اور حماقت کے بیچ مین جو عمیق سمندر واقع تھا۔ اسی باہمت
شیخ نے اُسے گھنگول ڈالا اور دونون کو اسطرح باہم آمیز کر دیا۔ جس سے
اُسکی تمیز محال ہی کہ "آیا شیخ چلی عقلمند تھا یا احمق"

قطعہ تاریخ از مصنف

چھپے ہین قہقہے جو شوخیان ہین ہر حرف
ہے جو ہے سو فی المثل فرخندگی خندیدگی

سال تاریخش جو ہیگا ہاتف غیبی بگفت
شیخ چلی آگئے دنیا مین با سنجیدگی

۱۳۱۹ھ

خاص رعایت

ہمارے یہاں سے دوسرے یا تیسرے مہینے میں ایک ایسی فہرست ناولوں اور تاریخوں و قصوں کی جو کہ عام پسند ہوتے ہیں اور جس میں لاہور و آگرہ و دہلی و لکھنؤ و بنارس کے ناول درج ہوتے ہیں - اس فہرست میں نرخ ایسا ارزاں لکھا جاتا ہے کہ آپکو دوسرا تاجر نہ دے سکے گا آپکو ایکدفعہ دوسرے تاجروں کی فہرست منگوا کر مقابلہ کرنا چاہیئے جس سے آپکو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم سے سستی کتابیں کوئی آپکو ہندوستان میں نہیں بہم پہونچا سکتا - اگر آپکو کتب بینی کا شوق ہو تو آپ ہمارے یہاں کی فہرست ضرور طلب فرمائیے مفت ارسال ہوگی - ۱۰۰۰ **افشائے راز یا پیاری ایلین** - ایک انگریزی ناول کا ترجمہ - یہ وہ درد انگیز فسانہ ہے جسکے لفظ لفظ سے حسرت ٹپک رہی ہیں اور حسین نازنین کی رفتار و ادائے حسن کی بجلیاں کچھ ایسے مزیدار پیرایہ میں بیان کی ہیں کہ جی بے ساختہ عش عش کرنے لگتا ہے - قیمت عہ **قیصر** ناول ایک نہایت دلچسپ سچے فارسی کے قصہ سے ترجمہ کیا گیا ہے - بالکل درد و غم سے پُر و نشتر حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویریں - حسن کی نگاہوں میں محبت کا بے نظیر نقشہ - قیمت ۸ **جنگ جرمن و ولہلم** یا فوجی عشق - سنہ ۱۹۱۴ع کی مشہور و معروف جنگ کے ہولناک کارنامے ولہلم والو کی نمایاں اور جان توڑ مقابلے کی کوششیں قلعجات لیج و حصار آرڈنینڈ کی زمین و آسمان کو لرزا دینے والی گولہ باری کے موثر سین وغیرہ وغیرہ قیمت عہ

"ورما کا منجن"

جسکی تصدیق کیمیاوی ترکیب کی مشہور و معروف ڈاکٹر ڈبلو آر رسٹن کریپرٹ سی ای آئی ایس ایم فیلو آف دی رائل انسٹیٹیوشن کیمسٹری لنڈن نے کی ہے - اسکے استعمال کے فائدے - دانتوں میں سڑن کے سبب سے کیسا ہی ورم ہو فوراً کافور کر دیتا ہے - سڑے دانتوں اور مسوڑھوں کا گوشت جب جاتا رہا ہو اور گرم مصالحوں کو از حد نافع ہے - منہ کی بدبو اور مسوڑھوں کی تعفن کو دور کرتا ہے - گندہ دہنی کا نام نشان نہیں رہنے دیتا ہے مسوڑھوں کے سوجن کو نافع ہے ملنے سے دانت سیاہ نہیں ہوتے - زردی - سیاہی - میل دور کرتا ہے - دانتوں کو مثل موتیوں کے چمکیلا اور خوبصورت کر دیتا ہے - زبان کی لذت کو فائدہ بخشتا ہے - منہ کے ملنے دکسی بیماری کیوجہ سے ہوں بند کر دیتا ہے - رال اور مادہ فاسد کو خوب ٹپکاتا ہے - دانتوں کی کھڑکیوں کو بند کر دیتا ہے - منہ کو خوشبودار معطر کر دیتا ہے - پان کے چبانے کے زخم کو بھر دیتا ہے - جبڑے اور گلے کے ورم کو دور کرتا ہے - دانتوں میں پانی نہیں لگتا ہے اور ہلتے ہوئے دانتوں کو درست کر دیتا ہے - مسوڑھوں کے پکھانے عصبی درد وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے - دانت کی جڑوں سے کیڑوں کو نکال کر پھینک دیتا ہے اور آئندہ پیدا نہیں ہونے دیتا ہے اسکے استعمال سے منہ کی کوئی بیماری نہیں رہنے دیتا - قیمت ۱۰/ محصولڈاک ۴/